﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد12

جمعۃ المبارک 16/دسمبر2005ء

16/ذوالقعدہ 1426 ہجری قمری ۞ 16/فتح 1384 ہجری شمسی

شمارہ 50

رات کا آخری حصہ

حضرت عمروؓ بن عبسہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس اگر تم اس گھڑی اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے بن سکو تو ضرور بنو۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات فی دعا الضیف)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اولیاء اللہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنّع نہیں ہوتا۔ مگر اِس وقت اگر پیرزادوں اور مشائخوں کو دیکھا جاوے تو ان میں بڑے بڑے تکلّفات پائے جاتے ہیں۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ نے ایسی سادگی رکھی ہے کہ اگر دوسری قوموں کو اس کی حقیقت پر اطلاع ہو تو وہ اس کی سادگی پر رشک کریں۔

’’اولیاء اللہ کی بھی ایسی جماعت ہوتی ہے کہ ان میں تکلّفات نہیں ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنّع نہیں ہوتا۔ مگر اس وقت اگر پیرزادوں اور مشائخوں کو دیکھا جاوے تو ان میں بڑے بڑے تکلّفات پائے جاتے ہیں۔ ان کا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلّف سے خالی ہو گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امّت محمدیہ ہی میں سے نہیں ہیں۔ ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے۔ ان کی پوشاک دیکھو تو اس میں خاص قسم کا تکلّف ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگوں سے ملنے جلنے اور کلام میں بھی ایک تکلّف ہوتا ہے۔ ان کی خاموشی محض تکلّف سے ہوتی ہے۔ گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلّف ہی سے وابستہ سمجھتے ہیں۔ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے ﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ﴾ (ص:87) اور ایسا ہی دوسرے انبیاء و رسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے تھے اور اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اُن کے قول و فعل میں کوئی تکلّف اور بناوٹ نہ ہوتی تھی۔ مگر اِن کے چلنے پھرنے اور بولنے میں تکلّف ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اپنی شریعت جُدا ہے جو اسلام سے الگ اور مخالف ہے۔

بعض ایسے پیر بھی دیکھے گئے ہیں جو بالکل زنانہ لباس رکھتے ہیں یہاں تک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتھوں میں چوڑیاں بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے بھی بہت سے مُرید پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ان سے پوچھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تھی تو اس کا کوئی جواب اُن کے پاس نہیں ہے۔ وہ ایک نرالی شریعت بنانا چاہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہیں۔

مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قسم کی باتیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں بلکہ ان لوگوں نے یہ امور بطور رسُوم ہندوؤں سے لئے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو انہیں سے لی گئی ہیں جیسے دم کشی وغیرہ۔

خوب سمجھو کہ یہ امور اسلام کے بالکل برخلاف ہیں اور ان سے کوئی بھی مطلب اور مُراد حاصل نہیں ہوسکتی۔ اصل غرض تو انسان کی یہ ہونی چاہئے تھی کہ دل پاک ہو جاوے اور ہر قسم کے گند اور ناپاک مواد جو رُوح کو تباہ کرتے ہیں دُور ہو جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور برکات نازل ہونے لگیں۔ اگر یہ امر حاصل نہیں تو پھر نرے تکلّفات کو لے کر کیا کرو گے۔ تمہارا مقصود ہمیشہ یہی ہونا چاہئے کہ جس طرح ممکن ہو دل صاف ہو جاوے اور عبودیّت کا منشا اور مقصد پورا ہو اور خطرناک زہر جو گناہ کی زہر ہے جس سے انسان کی رُوح ہلاک ہو جاتی ہے اس سے نجات ملے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک صاف اور سچّا تعلق پیدا ہو جاوے۔ مگر یہ باتیں تکلّف سے پیدا نہیں ہوسکتی ہیں۔ ان کے حصول کا ذریعہ تو وہی اسلام ہے جس میں سادگی ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے ایسی سادگی رکھی ہے کہ اگر دوسری قوموں کو اس کی حقیقت پر اطلاع ہو تو وہ اس کی سادگی پر رشک کریں۔ ایک سچے مسلمان کے لئے کچھ ضرور نہیں کہ ہزار دانہ کی تسبیح اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور اس کے کپڑے بھگوے یا سبز یا اَور کسی قسم کے رنگین ہوں اور وہ خدارسی کے لئے دم کشی کرے یا اور اسی قسم کے حیلے حوالے کرے۔ اس کے لئے ان امور کی ہرگز ہرگز ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ سب امور زائدہ ہیں اور اسلام میں کوئی امر زائد نہیں ہوتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اسلام چاہتا ہے کہ تم اندرونی طور پر بڑی بڑی ترقیاں کرو اور اپنے اندر خصوصیتیں پیدا کرو۔ بیرونی خصوصیتیں نِری ریاکاریاں ہیں اور ان کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگوں پر ظاہر کیا جاوے کہ ہم ایسے ہیں اور وہ رجوع کریں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیرزادوں اور فقیروں کے عجیب عجیب حالات لکھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ افسوس ہے بڑی ابتری پھیل گئی ہے کیونکہ یہ فقیر جو اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں وہ فقیر اللہ نہیں ہیں بلکہ فقیر الخلق ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے حرکت و سکون، لباس، خورونوش اور کلام میں حکمت پر عمل کرتے ہیں۔ مثلاً کپڑوں کے لئے وہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہم عام غریبوں کی طرح گزی گاڑھے کے کپڑے پہنیں تو عزت نہ ہوگی جو امراء سے توقع کی جاتی ہے۔ وہ ہم کو کم حیثیت اور ادنیٰ درجہ کے لوگ سمجھیں گے۔ لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہیں تو پھر وہ ہم کو کامل دنیادار سمجھ کر توجہ نہ کریں گے اور دنیادار ہی قرار دیں گے۔ اس لئے اس میں یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلیٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لئے لیکن ان کو رنگ دے لیا جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے۔

اسی طرح حرکات بھی عجیب ہوتی ہیں۔ مثلاً جب بیٹھتے ہیں تو آنکھیں بند کر کے بیٹھتے ہیں اور اس حالت میں لب ہل رہے ہیں گویا اس عالم ہی میں نہیں ہیں حالانکہ طبیعت فاسد ہوتی ہے۔ نمازوں کا یہ حال ہے کہ بڑے آدمیوں سے ملیں تو بہت ہی لمبی لمبی پڑھتے ہیں۔ اور بطور خود سرے سے ہی نہ پڑھیں۔ ایسا ہی روزوں میں عجیب عجیب حالات پیش آتے ہیں مثلاً یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ نفلی روزے ہم رکھتے ہیں وہ یہ طریق اختیار کرتے ہیں کہ جب کسی امیر کے ہاں گئے اور وہاں کھانے کا وقت آ گیا اور کھانا رکھا گیا تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ کھایئے مجھے کچھ عذر ہے۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوئے کہ مجھے روزہ ہے۔ اس طرح پر وہ گویا اپنے روزوں کو چھپاتے ہیں اور دراصل اس طرح پر ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہر کریں کہ ہم نفلی روزے رکھتے ہیں۔

غرض انہوں نے اپنے زمانہ کے فقراء کے اس قسم کے بہت سے گند لکھے ہیں اور صاف طور پر لکھا ہے کہ ان میں تکلّفات بہت ہی زیادہ ہیں۔ ایسی حالت اِس زمانہ میں بھی قریب قریب واقع ہو گئی ہے۔ جو لوگ ان پیروں اور پیرزادوں کے حالات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ قسم قسم کے تکلّفات اور ریاکاریوں سے کام لیتے ہیں۔

مگر اصل بات یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس سے امید رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے درست کرتا ہے۔ اور اس طرح پر درست کرتا ہے جس طرح پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور ہدایت کرتا ہے۔ لیکن جو شخص مخلوق سے ڈرتا اور مخلوق سے امید رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو مخلوق کے لئے درست کرتا ہے۔ خداوالوں کو مخلوق کی پرواہ نہیں ہوتی بلکہ وہ اُسے مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ ان بلاؤں میں نہیں پھنستے۔ اور دراصل وہ ان کو کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کے ساتھ ہوتا ہے اور وہی اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ خدا اپنی مخلوق کو خود اس کے ساتھ کر دے گا۔ یہی سرّ ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلوت کو پسند کرتے ہیں۔ اور مَیں یقیناً اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتے کہ باہر نکلیں، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو مجبور کرتا ہے اور پکڑ کر باہر نکالتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 417-419 جدید ایڈیشن)

اداریہ

غیر معمولی بابرکت جلسہ سالانہ

ہمارے سالانہ جلسے خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں بڑی کامیابی اور شان و شوکت سے منعقد ہو رہے ہیں۔ انگلستان کا جلسہ خلیفۂ وقت کی یہاں موجودگی کی وجہ سے مرکزی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا ہے اور دنیا بھر سے احمدی بڑی محبت، عقیدت اور پیار سے یہاں آتے ہیں اور جلسہ کی برکات حاصل کرتے ہیں۔

جرمنی، کینیڈا اور امریکہ کے جلسے بھی اپنے حسنِ انتظام اور حاضری کے لحاظ سے بہت عمدہ شہرت رکھتے ہیں۔

ربوہ میں ہمارے جلسے اپنی تعداد و برکات کے لحاظ سے بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ لاکھوں افراد کا انتہائی سرد موسم میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر وہاں جمع ہونا فدائیت اور نیک مقاصد کی خاطر قربانی کی ایک انمول مثال تھی۔

مذکورہ بالا جلسوں بلکہ دنیا بھر میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسوں کی افادیت اور روحانی اثرات و برکات اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود ؑ نے سالانہ جلسہ کی بنیاد اپنی مستجاب دعاؤں سے رکھی اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایسی قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں شامل ہوں گی۔ مامور زمانہ کی دعاؤں سے جلسہ سالانہ کا بظاہر معمولی آغاز ایک ایسے روحانی ادارے کا رنگ اختیار کر گیا ہے کہ دنیا بھر سے عشق و سلوک کے مسافر اس دور دراز گمنام قصبہ کی طرف کھنچے آنے لگے اور ایک نرم و نازک کونپل کی طرح شروع ہونے والا جلسہ جلد ہی ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے ایک ایسے تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا جس کے ٹھنڈے سایہ تلے لاکھوں لوگوں کو سکون و اطمینان اور راحت و خوشی کا مائدہ روحانی ملنے لگا۔

قادیان کی چھوٹی سی بستی اور مرکزی مقدس مقامات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود ؑ کے مقدس وجود سے تعلق کی وجہ سے ایسی پُر اثر جذب انگیز کیفیت سے مالا مال ہو گئے کہ موجودہ زمانہ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

اَلدّار جس کے متعلق "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ" کے الفاظ میں حفاظت کا خدائی وعدہ موجود ہے۔

بہشتی مقبرہ جس کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی کہ اس میں وہ لوگ آسودۂ خواب ہوں گے جو بہشتی ہوں گے۔

مسجد مبارک جس کے متعلق یہ خوشخبری موجود ہے کہ اس میں انجام پانے والا ہر کام خدا تعالیٰ کی طرف سے برکتوں سے بھر دیا جاتا ہے۔

احمدیہ چوک کی وہ گلیاں جو بظاہر تنگ اور غیر ہموار سی ہیں، مسیح پاکؑ کے قدموں کو چھو کر شرح صدر اور بشاشت اور امن پھیلانے کا ذریعہ بن چکی ہیں۔ اس ماحول میں ہونے والا جلسہ یقیناً دنیا کے کسی بھی جلسہ سے ممتاز اور نمایاں ہے۔ احمدیہ چوک کے وہ نظارے کہ جب وہ سارا علاقہ عشاق احمدیت کی سجدہ گاہ بن جاتا تھا۔

مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کی طرح گلی کوچوں اور قریبی مکانوں کی چھتوں اور صحنوں میں ہر طرف خشوع خضوع سے دعا کرنے والے سجدہ ریز ہو کر اسلام کی سربلندی کے لئے گریہ وزاری کرتے ہوئے اور کہاں مل سکتے تھے!!

احمدیہ چوک میں صرف ہندوستان کے دور و نزدیک سے ہی نہیں غیر ممالک کے باہم مخالف بلکہ متضاد حالات و عادات والے لوگ احمدیت کی برکت سے جب وہاں جمع ہوتے تو ایمانی قوت و بھائی چارے کا بے مثال مظاہرہ دیکھنے میں آتا۔

دسمبر کے آخری ہفتہ میں یہ روح پرور، ایمان افروز نظارہ اپنی غیر معمولی شان سے ایک دفعہ پھر روحانی خزائن و برکات کے جلوے دکھانے والا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ سالانہ قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شمولیت اس کی برکات میں اور زیادہ اضافہ کا باعث ہوگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جب قادیان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے تھے تو جماعت کے افراد نے تو آپ کی بابرکت موجودگی سے خوب خوب استفادہ کیا ہی تھا، قادیان کے غیر مسلموں نے بھی اپنی آنکھوں سے جو نظارے دیکھے وہ آج تک ان کو بھلا نہیں سکے اور بڑی حسرت سے ہر سال احمدیوں سے پوچھتے رہے کہ آپ کے امام دوبارہ کب آ رہے ہیں؟

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں اور قادیان کے درویشوں کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی سے جلسہ کی برکتوں اور شان کو چار چاند لگ رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ اپنی شان، اپنی کامیابی، اپنی برکات، اپنے نیک اثرات اور غیر معمولی فوائد کی وجہ سے جماعت کی تاریخ میں ایک تاریخی اور یادگار جلسہ کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(عبدالباسط شاہد)

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ہر ملک کے شرفاء کو مرکز احمدیت میں لانے کی ولولہ انگیز تحریک

جلسہ سالانہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۹ء کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعودؓ کا ارشاد مبارک جس کی اہمیت و افادیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ سیّدنا مصلح موعودؓ نے ۱۷ مارچ ۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ پر ارشاد فرمایا۔

''ہر ایک احمدی کی کوشش ہو کہ سالانہ جلسہ پر یا دوسرے وقتوں میں غیر احمدیوں کو یہاں لائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جو یہاں آ جاتا ہے وہ خالی واپس نہیں جاتا۔ کیوں؟ جو شیر کی غار میں آ جائے وہ پھر واپس نہیں جا سکتا۔ سوائے اس کے جسے خدا مردار قرار دے کر پرے پھینک دے۔ کیونکہ شیر مردار نہیں کھایا کرتا۔ ایسا انسان گو تمہیں زندہ نظر آئے لیکن خدا کے نزدیک مردہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ پھینک دیتا ہے۔ عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مرزا صاحب کو جادو آتا تھا اور بعض لوگ تو کہتے تھے کہ ایک ایسا حلوا پکا کر کھلا دیتے تھے کہ جس کے کھانے کے بعد انسان ان کی ہر ایک بات مان لیتا تھا۔ چنانچہ ایک مولوی کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ مختلف مقامات پر جا کر یہی وعظ کرتا تھا اور اس نے اپنے ساتھ ایک آدمی رکھا ہوا تھا جو کھڑا ہو کر کہہ دیتا تھا کہ جو کچھ مولوی صاحب نے کہا ہے بالکل سچ ہے اور یہ قصہ سناتا تھا کہ ہم چند آدمی مل کر قادیان گئے تھے جہاں ہمیں حلوا دیا گیا۔ اوروں نے تو کھا لیا لیکن میں نے نہ کھایا۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے مجھے مخاطب کر کے کہا تم مجھے مانو۔ میں نے کہا میں نہیں مانتا۔ اس پر انہوں نے مولوی حکیم نورالدین صاحب کی طرف دیکھ کر کہا کہ اسے حلوا نہیں دیا تھا۔ وہ بیچارے ڈر گئے اور کہنے لگے میں نے تو اسے اپنے ہاتھ سے حلوا دیا تھا معلوم ہوتا ہے اس نے کھایا نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے قلعہ میں سے اتار دیا اور کہا یہاں سے اسی وقت چلے جاؤ ورنہ مار ڈالے جاؤ گے۔ تو مخالفین ایک جھوٹے حلوے کا کھانا مشہور کرتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں ہاں واقع میں حضرت مرزا صاحب حلوا کھلایا کرتے تھے اور ایسا حلوا کھلاتے تھے کہ پھر کسی اور حلوے کا مزہ آتا ہی نہیں تھا۔ پھر کہتے ہیں آپ ساحر تھے۔ ہم کہتے ہیں ہاں ساحر تھے اور ایسا سحر کرتے تھے کہ باطل بھاگ جاتا تھا۔ ساحروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسانوں کو بندر بنا دیتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب ایسے ساحر تھے کہ ان لوگوں کو جو یہودی صفت ہو کر بندروں سے مشابہ ہو چکے تھے انسان بنا دیتے تھے۔ پس ان لوگوں کو یہاں لانے کی کوشش کرو تا کہ انہیں ہدایت نصیب ہو۔ یہ صورت تبلیغ کے لئے بہت مفید ہے۔''

(انوارالعلوم جلد ۴ صفحہ ۳۶۶ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن۔ ربوہ)

❀❀❀❀❀❀

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

جماعت احمدیہ گیانا (Guyana) کا "Guy Expo 2005" میں شاندار بکسٹال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گیانا کو انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر گیانا (Guy Expo 2005ء) میں جماعتی لٹریچر کا ایک نہایت کامیاب سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ سٹال کو حضرت اقدس مسیح موعود ؑ اور خلفاء کرام کی تصاویر، مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور دیگر جماعتی لٹریچر اور جماعت کی انسانی خدمات کی تفصیل اور تصاویر سے مزین کیا گیا تھا۔ سٹال مرکزی ہال کے داخلی دروازہ کے پاس بہت ہی نمایاں اور مناسب جگہ پر تھا۔ اس میلہ میں مذہبی جماعتوں میں سے صرف جماعت احمدیہ کو ہی ایسا سٹال لگانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ گیانا کے صدر مملکت ہزایکسی لینسی Bharrat Jagdeo، وزیر اعظم آنریبل Samuel Hinds کے علاوہ منسٹر آف ٹریڈ اینڈ ٹورزم، منسٹر آف یوتھ اینڈ سپورٹس اور متعدد دیگر اہم شخصیات نے جماعت کے اس سٹال کو وزٹ کیا اور کچھ وقت اس سٹال پر گزارا۔ صدر مملکت اور تمام منسٹرز نے خصوصیت سے جماعت کے کاموں کو سراہا۔ اس سٹال میں حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کی تصنیف Jesus in India خاص طور پر زائرین کی توجہ کا مرکز رہی۔ بعض معززین کو یہ کتاب تحفۃً دی گئی۔

اس موقع پر 300 سے زائد کی تعداد میں جماعت کے تعارف اور مساعی پر مشتمل پمفلٹ اور فولڈرز بھی تقسیم کئے گئے۔ اطفال الاحمدیہ نے بڑے جوش و جذبہ سے یہ خدمت سرانجام دی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا سٹال زائرین کی دلچسپی کا مرکز رہا۔ اور بڑی کثرت سے لوگوں نے آ کر جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک اور شیریں ثمرات عطا فرمائے اور گیانا میں احمدیت کا پیغام جلد سے جلد لوگوں کے دلوں میں گھر کر جائے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

تقریر برموقع جلسہ سالانہ جرمنی2005ء

اطاعت خلافت

(سید محمود احمد ۔ صدرمجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور:57)

ترجمہ: ’’اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

آج خاکسار کی تقریر کا عنوان **’’اطاعت خلافت‘‘** ہے۔

خاکسار سب سے پہلے اطاعت کے معنی پیش کرے گا۔ لفظ ’’اَلطَّاعَۃُ‘‘ کے معنی محض فرمانبرداری کے نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشت قلب سے کی جائے اور اس میں اپنی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو۔

اطاعت صرف اسے کہتے ہیں جس میں بشاشت قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے جائیں اور اُن کے بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔

اسی اطاعت کا عملی نمونہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رؤیا میں اپنے ہی بیٹے کی قربانی کا نظارہ دیکھا اور کامل بشاشت سے اپنے پیارے بیٹے 13 سالہ اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی دلی بشاشت کے ساتھ یہ کہا ﴿یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ (الصفت:103) اے میرے باپ آپ کو جو بھی حکم ملا ہے اسے پورا کریں۔ میری فکر نہ کریں میں بھی پوری بشاشت سے خدا تعالیٰ کے ہر حکم پہ قربان ہونے کو تیار ہوں۔

آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے جدھر اسے لے جاؤ ادھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔

(مسند احمد جز 4 صفحہ 126۔ ابوداؤد کتاب السنہ باب فی لزوم الطاعۃ)

۞......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی فدائیت اور اطاعت کے بارے میں فرمایا:

’’وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔‘‘

یہی وہ اطاعت ہے جس کا خدا اور اس کا رسولؐ ہم سے تقاضا کرتے ہیں۔

۞......اطاعت خلافت کے لیے خلافت کی اہمیت کا جاننا بھی ضروری ہے۔ خلافت کیا ہے؟ یہ وہ عُرْوَۃٌ وُّثْقٰی ہے جس کے لیے ٹوٹنا نہیں اور جو بھی اسے تھامے رکھے گا وہ ہلاکت سے بچ جائے گا۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ہمیں خدا سے ملاتی ہے اور ہر تفرقہ اور فساد سے بچاتی ہے۔ خلافت وہ شجرہ طیبہ ہے جس سے وابستہ رہ کے ہی ہم سرسبز رہ سکتے ہیں۔ جو اس شجرہ طیبہ سے جدا ہوتا ہے وہ سوکھی ہوئی ٹہنی کی طرح ہے جو کاٹے جانے کے لائق ہے۔

خلیفہ جانشین ہے رسول کا اور وہ ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

’’انسان کے لیے دائمی طور پر بقاء نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ﴿اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ﴾ (سورۃ الغاشیہ آیت:18) کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیے گئے، کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’اُونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اُونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اُس اُونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اُونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رَو کے ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اُونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دِل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔..........

اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔‘‘ (الحکم جلد 4 نمبر 42 مورخہ 24 / نومبر 1900ء صفحہ 5,4)

۞......امام کو ماننا اور اس کی پیروی کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ بن یمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم شر کا زمانہ دیکھو تو تَلْزَمْ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَھُمْ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور اگر نہ جماعت ہو، نہ امام ہو تو تمام فرقوں سے جدا ہو جانا خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں۔ (بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ)

۞......ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اِنْ رَأَیْتَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَالْزَمْہُ وَاِنْ نُھِکَ جِسْمُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

ان احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید فرمائی ہے کہ تم امام کے ساتھ چمٹ جانا اسے نہ چھوڑنا خواہ اِس کی پاداش میں تمہارا جسم نوچ دیا جائے، تمہارے مالوں کو چھین لیا جائے اور تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں۔ مگر تم نے امام سے جدا نہیں ہونا ورنہ تم روحانی موت مر جاؤ گے۔

۞......سورۂ نور کی آیت استخلاف جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے خلافت کا وعدہ کیا ہے اس کے بعد یہ آیت آتی ہے۔

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور:57)

ترجمہ: ’’اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔‘‘ (تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد 6 صفحہ 367)

’’اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے......صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریمؐ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے......اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی۔ (تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ تفسیر سورہ نور)

۞......اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے زیادہ زور نماز باجماعت پر دیا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ دن میں پانچ مرتبہ تمام مقتدیوں کو اپنے امام کے ساتھ رکوع وسجود کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا توحید کے عملی قیام کی تربیت دی گئی ہے۔ ایک آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے کی ٹریننگ دی گئی ہے۔ جمعہ اور عید کے موقع پر تمام چھوٹی مساجد کے امام بھی جمعہ اور عید کے امام کی اقتداء میں رکوع وسجود کرتے ہیں اس طرح سے اللہ تعالیٰ ہماری تربیت کر رہا ہے کہ تم نے ایک امام کی پیروی کرنی ہے اور مسیح موعود کے وقت جب تمام دنیا نے امت واحدہ بننا ہے اس وقت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اس وقت تم سب نے اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ کی اطاعت کرنی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نماز کا امام جو صرف چند مقتدیوں کا امام ہوتا ہے اس کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

’’کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے ڈرتا نہیں کہ جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی شکل گدھے کی شکل بنادے۔‘‘

(بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع رأسہ قبل الامام)

اگر دنیا کے بنائے ہوئے چند مقتدیوں کے امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے کو گدھے کے سر والا قرار دیا گیا ہے تو وہ امام جسے خدا نے بنایا ہو اور وہ تمام دنیا کا امام ہو جس کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی ہو اس کی اطاعت کتنی ضروری سمجھی جائے گی اور اس کی نافرمانی کرنے والا کتنا بڑا گناہگار ہوگا۔

۞...... جو لوگ بھی اپنے امام کی کامل اطاعت نہیں کرتے وہ ضرور نقصان اٹھاتے ہیں جیسا کہ جنگ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی درہ کے بارے میں فرمایا کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا مگر جب فتح ہوگئی تو صحابہ نے وہ درّہ چھوڑ دیا۔ دشمن نے درّہ خالی دیکھا تو واپس پلٹے اور حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخم آئے۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’اگر وہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسی طرح چلتے جس طرح نبض حرکت قلب کے پیچھے چلتی ہے۔ اگر وہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کے نتیجہ میں اگر ساری دنیا کو بھی اپنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو وہ ایک بے حقیقت شے ہیں۔ اگر وہ ذاتی اجتہاد سے کام لے کر اس پہاڑی درّہ کو نہ چھوڑتے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس ہدایت کے ساتھ کھڑا کیا تھا کہ خواہ ہم فتح حاصل کریں یا مارے جائیں تم نے اس مقام سے نہیں ہلنا تو نہ دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کا موقع ملتا۔ اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو کوئی نقصان پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پوری اطاعت نہیں بجالاتے اور ذاتی اجتہادات کو آپ کے احکام پر مقدم سمجھتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ اس کے نتیجہ میں کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا وہ کسی شدید عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ گویا بتایا کہ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھو اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جاؤ‘‘۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد 6 صفحہ 410 تا 412)

۞......حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں مِلّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔......

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا......۔

ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔......

تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو

صحابہ کی تھی۔(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلددوم صفحہ246تا248۔تفسیر سورۃ النساء زیرآیت60)

اب آپ کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی اطاعت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

❁......جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت مقداد بن اسود نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ”ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا ربّ جا کر لڑو۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی۔آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں آپ کی جان ہے اگر آپ سواریوں کو بَرکُ الغِمَاد کے مقام تک بھی لے جائیں تو ہم آپ کی پیروی کریں گے۔

(سیرت حلبیہ جلدسوم صفحہ386۔مترجم محمداسلم قاسمی۔دارالاشاعت کراچی طباعت شکیل پریس کراچی)

یہ صرف دعویٰ نہیں تھا بلکہ جب کفار مکہ نے اپنے نمائندے کو بھیجا کہ معلوم کرو مسلمانوں کی کتنی طاقت ہے۔ وہ واپس آیا اور آ کے کہا کہ بے شک مسلمانوں کی تعداد 310 ہے مگر اے میری قوم تجھے میرا یہی مشورہ ہے کہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرنا۔ میں نے وہاں اونٹوں پہ انسان نہیں موتیں دیکھی ہیں۔

❁......ایک جنگ کے موقع پر تیروں کی بوچھاڑ تھی اور حضرت طلحہؓ اپنا ہاتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے آگے رکھے ہوئے تھے۔تیر آتے تھے آپ کے ہاتھ پہ لگتے تھے مگر طلحہ اُف بھی نہ کرتے تھے کہ اگر ہاتھ ہل گیا تو کوئی تیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جا لگے گا۔طلحہ نے اپنا ہاتھ کٹوا دیا مگر کسی بھی تیر کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک تک نہ پہنچنے دیا۔

❁......سعدؓ بن ربیع میدان احد میں شدید زخمی ہو کر قریب المرگ تھے آنحضورؐ نے محمد بن مسلمہ کو سعد کا حال معلوم کرنے کے لئے بھجوایا۔محمد بن مسلمہ میدان احد میں بکھری لاشوں میں انہیں تلاش کرتے اور آوازیں دیتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔تب انہوں نے بآواز بلند پکارا کہ اے سعد بن ربیع مجھے رسول اللہ نے تمہاری خبر لینے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ پکار سننا تھی کہ لاشوں میں ایک حرکت سی ہوئی اور سعد کی نحیف سی آواز آئی۔ جب محمد بن مسلمہ نے رسول اللہ کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو اب قریب المرگ ہوں۔ میرا اسلام بھی رسول اللہ کو پہنچا دینا اور جس طرح ہم نے اپنا عہد نبھایا۔تم بھی اپنا عہد نبھانا۔

(سیرت حلبیہ۔ جلد2صفحہ نمبر202-203مترجم محمداسلم قاسمی دارالاشاعت کراچی،پاکستان)

❁......شراب کی مجلس لگی ہوئی تھی دور پہ دور چل رہا تھا کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔کسی نے کہا کہ پوچھ تو لو کہ یہ بات درست بھی ہے یا نہیں مگر عرب کا مخمور مسلم ایک راستے پہ چلنے والے کی اکیلی آواز سن کر کہ شراب حرام کی گئی ہے شراب کے مٹکوں کو توڑ کر مدینہ کی گلیوں میں شراب ہی کا دریا بہا دیتا ہے اور آئندہ کبھی شراب کے نزدیک بھی نہیں جاتا۔

❁...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے مرید حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لیے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا۔ یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے...اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں...خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔آمین ثم آمین

چہ خوش بُودے اگر ہر یک زاُمّت نوردیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بُودے“

(نشان آسمانی ،روحانی خزائن جلد4 صفحہ407)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَيَتَّبِعُنِىْ فِىْ كُلِّ اَمْرِىْ كَمَا يَتَّبِعُ حَرَكَةُ النَّبْضِ حَرَكَةَ النَّفَسِ وَاَرَاهُ فِىْ رَضَائِىْ كَالْفَانِيْنَ۔

(روحانی خزائن جلد5صفحہ586)

اور وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکتِ قلب کی پیروی کرتی ہے اور میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ میری رضا میں فنا شدہ لوگوں کی طرح ہیں۔

❁......اطاعت امام میں فنا شدہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ نے تار دلوایا کہ دہلی آجاؤ۔تار لکھنے والے نے لکھ دیا بلاتوقف چلے آؤ۔جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔اس خیال سے کہ تعمیل میں دیر نہ ہو فوراً اٹھے اور چل پڑے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا یہاں تک کہ ریل کا کرایہ بھی جیب میں نہ تھا مگر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی تھی خدا تعالیٰ نے بھی معجزانہ مدد کی اور ایک ہندو مریض سٹیشن پر بھجوا دیا جس نے دہلی کا ٹکٹ اور معقول رقم نذرانہ کے طور پر پیش کی یوں آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔(حیات نور صفحہ285)

❁......آپ نے بھیرہ میں شفا خانہ اور ایک عالیشان مکان بنوانا شروع کیا کچھ سامان خریدنے لاہور گئے تو زیارت کے لئے قادیان آ گئے۔فوری واپسی کا ارادہ تھا اس لئے واپسی کی شرط پہ یکہ بھی کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں مولوی صاحب نے عرض کیا ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے اور یکہ والے کو فارغ کر دیا چند دن بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اکیلے رہنے میں تکلیف ہوگی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوا لیں۔آپ نے بیوی کو بلوا لیا اور خط لکھا کہ تعمیر کا کام بند کر دو۔ مجھے آنے میں شاید دیر ہو جائے۔ جب آپ کی بیوی آ گئی تو چند دن بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہذا اپنا کتب خانہ بھی منگوا لیں۔ چند دن بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے اُسے بھی بلوا لیں ......پھر ایک موقع پر فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ شروع میں تو مَیں ڈرا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں بھیرہ نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھیرہ کا خیال بھی نہ آئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے۔“

❁......ایک ہندو کی بیوی بٹالہ میں سخت بیمار تھی حضور علیہ السلام کی اجازت سے آپ بٹالہ جانے لگے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”امید ہے آپ آج ہی واپس آ جائیں گے۔عرض کی بہت اچھا“۔ بٹالہ گئے۔ مریضہ کو دیکھا واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔لوگوں نے کہا کہ راستہ خطرناک ہے بارش بہت ہے۔آپ کو پیدل بھی چلنا پڑے گا۔آپ کل چلے جائیں۔ مگر اطاعت کے پیکر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ نہیں میرے آقا کا ارشاد یہی ہے مجھے آج ہی قادیان پہنچنا ہے۔ یکہ لیا۔روانہ ہوئے۔ راستے میں پیدل بھی چلنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے۔مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز پہ حاضر ہو گئے۔حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ ”کیا مولوی صاحب آ گئے ہیں۔“ آپ نے آگے بڑھ کر عرض کی: ”حضور میں واپس آ گیا تھا“۔ یہ نہیں کہا کہ حکم کی تعمیل کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہو گئے ہیں اور اپنی تکالیف کا بالکل بھی ذکر نہ کیا۔

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی، شہد بناتی ہے...... بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد2صفحہ68)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(الفرقان خلافت نمبر مئی،جون1967ء صفحہ28)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اطاعت کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ محض خدا کی رضا کی خاطر تھی غیروں کی نظر میں بھی آپ کا ایک عظیم مقام تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے سرسید احمد خان سے پوچھا کہ جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہو جاتا ہے۔حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے۔مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ سرسید نے جواب میں کہا کہ نورالدین بنتا ہے۔(بحوالہ حیات نور صفحہ217)

❁......یہی نورالدین جب ترقی کرتے خلافت کے منصب پہ فائز ہوئے تو اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعْتِصَام حَبْلُ اللّٰہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غَسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر اِزْدِیَادِ نعمت ہوتا ہے۔ ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: 8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے ﴿اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ﴾۔ (ابراہیم:8)“۔

(خطبات نور صفحہ131)

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بھی اپنے امام کے سچے مطیع تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے......میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں“ ۔

آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں:۔

”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔“

(خطبہ جمعہ24جنوری1936ء مندرجہ الفضل31جنوری1936ء صفحہ9)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا۔ تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔“

(الفضل4ستمبر1937ء صفحہ8)

عاقل کا یہاں پہ کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

”وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔“(الفضل20نومبر1946ء۔صفحہ7)

❁...... حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔......ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔“

(الفضل 15نومبر1946ء صفحہ6)

❁......خلافت کی اطاعت اور اس کی کامل فرمانبرداری کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

”اس کی معیت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت، اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون، اس کی

باقی صفحہ نمبر9پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

شادی بیاہ کی تقریبات کے موقع پر بیہودہ رسم ورواج، لغواور فضول گانے اور اسراف سے بچنے کی تاکید

اسلام نے اعتدال کے اندر رہتے ہوئے جن جائز باتوں کی اجازت دی ہے اس کے اندر ہی رہنا چاہئے اور اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔

خوشی کے ان مواقع پر صاحب استطاعت افراد'' مریم شادی فنڈ''میں چندہ دے کر مستحقین کی مدد کریں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ مورخہ 25/نومبر 2005ء(25/نبوت 1384ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الاعراف:158)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ جو اس رسول نبی اُمّی پر ایمان لاتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری بات سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اُس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اتارا گیا یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک کے رہنے والوں کے بعض رسم ورواج ہوتے ہیں اور اُن میں سے ایک قسم جو رسم ورواج کی ہے وہ ان کی شادی بیاہوں کی ہے چاہے عیسائی ہوں یا مسلمان یا کسی اور مذہب کے ماننے والے۔ ہر مذہب کے ماننے والے کا اپنے علاقے، اپنے قبیلے کے لحاظ سے خوشی کی تقریبات اور شادی بیاہ کے موقع پر خوشی کے اظہار کا اپنا اپنا طریقہ ہے۔ اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب والوں نے تو ایک طرح ان رسم ورواج کو بھی مذہب کا حصہ بنالیا ہے۔ جس جگہ جاتے ہیں، عیسائیت میں خاص طور پر، ہر جگہ ہر علاقے کے لوگوں کے مطابق ان کے جو رسم ورواج ہیں وہ تقریباً حصہ ہی بن چکے ہیں۔ یا بعض ایسے بھی ہیں جو رسم ورواج کی طرف سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ لیکن اسلام جو کامل اور مکمل مذہب ہے، جو باوجود اس کے کہ اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ خوشی کے مواقع پر بعض باتیں کرلو۔ جیسے مثلاً روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ ایک عورت کو دلہن بنا کر ایک انصاری کے گھر بھجوایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ رخصتانہ کے موقع پر تم نے گانے بجانے کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ انصاری شادی کے موقع پر اس کو پسند کرتے ہیں۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ نکاح کا اچھی طرح اعلان کیا کرو اور اس موقع پر چھانی بجاؤ۔ یہ دف کی ایک قسم ہے۔ لیکن اس میں بھی آپ نے ہماری رہنمائی فرمادی ہے اور بالکل مادر پدر آزاد نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ اس گانے کی بھی کچھ حدود مقرر فرمائی ہیں کہ شریفانہ حد تک ان پر عمل ہونا چاہئے اور شریفانہ اہتمام ہو، ہلکے پھلکے اور اچھے گانوں کا۔ ایک موقعہ پر آپ نے خود ہی خوشی کے اظہار کے طور پر شادی کے موقع پر بعض الفاظ ترتیب فرمائے کہ اس طرح گایا کرو کہ اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا فَحَيَّاكُمْ یعنی ہم تمہارے ہاں آئے ہمیں خوش آمدید کہو۔ تو ایسے لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہر قسم کی اوٹ پٹانگ حرکتیں کرو، شادی کا موقعہ ہے کوئی حرج نہیں، ان کی غلط سوچ ہے۔ بعض دفعہ ہمارے ملکوں میں شادی کے موقعوں پر ایسے ننگے اور گندے گانے لگا دیتے ہیں کہ ان کو سن کر شرم آتی ہے۔ ایسے بے ہودہ اور لغو اور گندے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ پتہ نہیں لوگ سنتے کس طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدی معاشرہ بہت حد تک ان لغویات اور فضول حرکتوں سے محفوظ ہے لیکن جس تیزی سے دوسروں کی دیکھا دیکھی ہمارے پاکستانی ہندوستانی معاشرہ میں یہ چیزیں راہ پا رہی ہیں۔ دوسرے مذہب والوں کی دیکھا دیکھی جنہوں نے تمام اقدار کو بھلا دیا ہے اور ان کے ہاں تو مذہب کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ شرابیں پی کر خوشی کے موقع پر ناچ گانے ہوتے ہیں، شور شرابے ہوتے ہیں، طوفان بدتمیزی ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس معاشرے کے زیر اثر احمدیوں پر بھی اثر پڑ سکتا ہے بلکہ بعض اِکاّ دُکاّ شکایات مجھے آتی بھی ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ احمدی نے ان لغویات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے اور بچنا ہے۔ بعض ایسے بیہودہ گانے گائے جاتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا یہ ہندو اپنے شادی بیاہوں پر تو اس لئے گاتے ہیں کہ وہ دیوی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں۔ مختلف مقاصد کے لئے، مختلف قسم کی مورتیاں انہوں نے بنائی ہوتی ہیں جن کے انہوں نے نام رکھے ہوئے ہیں ان سے مدد طلب کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے لوگ بغیر سوچے سمجھے یہ گانے گا رہے ہوتے ہیں یا سن رہے ہوتے ہیں۔ اس خوشی کے موقعہ پر بجائے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو طلب کرنے کے کہ اللہ تعالیٰ یہ شادی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے، آئندہ نسلیں اسلام کی خادم پیدا ہوں، اللہ تعالیٰ کی سچی عباد بننے والی نسلیں ہوں، غیر محسوس طور پر گانے گا کر شرک کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس جو شکایات آتی ہیں ایسے گھروں کی ان کو مَیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ان لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ ہو رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ بعض گھر جو دنیا داری میں بہت زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں ان کی ایسی رپورٹس آتی ہیں اور کہنے والے پھر کہتے ہیں کہ کیونکہ فلاں امیر آدمی تھا اس لئے اس پر کارروائی نہیں ہوئی۔ یا فلاں عہدیدار کا رشتہ دار عزیز تھا اس لئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی، اس سے صرف نظر کیا گیا۔ غریب آدمی اگر یہ حرکتیں کرے تو اسے سزا ملتی ہے۔ بہرحال یہ تو بعض دفعہ لوگوں کی بدظنیاں بھی ہیں لیکن جب اس طرح صرفِ نظر ہو جائے چاہے غلطی سے ہو جائے اور پتہ نہ لگے تو یہ بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس بارے میں واضح کر دوں کہ ایسی حرکتیں جو جماعتی وقار کی اور اسلامی تعلیم اور اقدار کی دھجیاں اڑاتی ہوں اگر مجھے پتہ لگ جائے تو ان پر مَیں بلا استثنا، بغیر کسی لحاظ سے کارروائی کروں گا اور کی بھی جاتی ہیں اس لئے یہ بدظنیاں دور ہونی چاہئیں۔ بعض لوگ اکثر مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد اپنے خاص مہمانوں کے ساتھ علیحدہ پروگرام بناتے ہیں اور پھر اسی طرح کی لغویات اور ہلڑ بازی چلتی رہتی ہے گھر میں علیحدہ ناچ ڈانس ہوتے ہیں چاہے لڑکیاں لڑکیاں ہی ڈانس کر رہی ہوں یا لڑکے لڑکے بھی کر رہے ہوں لیکن جن گانوں اور میوزک پہ ہو رہے ہوتے ہیں وہ ایسی لغو ہوتی ہیں کہ وہ برداشت نہیں کی جاسکتیں اس لئے آج میں خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان اور اس معاشرے کے لوگوں کو جہاں ہندووانہ رسم ورواج تیزی سے راہ پا رہے ہیں، داخل ہو رہے ہیں، ان کے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں اپنی اصلاح کر لیں اور جماعتی

نظام اور ذیلی تنظیموں کا نظام جو ہے یہ بھی ان بیاہ شادیوں پہ نظر رکھے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی بیہودہ فلموں کے ناچ گانے یا ایسے گانے جو سراسر شرک پھیلانے والے ہوں دیکھیں تو ان کی رپورٹ ہونی چاہئے۔ اس بارے میں قطعاً کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی کس خاندان کا ہے اور کیا ہے؟ آج کل پاکستان میں کیونکہ شادیوں کا سیزن ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا اِکاّ دُکاّ یہ شکایات پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے چند مہینے خاص طور پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ویسے تو جب بھی اور جہاں بھی اس قسم کی حرکتیں ہو رہی ہوں فوری نوٹس لینا چاہئے لیکن ان دنوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا شادیوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی بھی ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ حالانکہ غیروں کو جب ہم اپنی شادیوں پر بلاتے ہیں تو ان کی اکثریت جو ہے وہ ہماری شادی کے طریق کو پسند کرتی ہے کہ تلاوت کرتے ہیں، دعائیہ اشعار پڑھتے ہیں، دعا کرتے ہیں اور بچی کو رخصت کرتے ہیں۔ اور یہی طریق ہے جس سے اس جوڑے کے ہمیشہ پیار محبت سے رہنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے دعا کر رہے ہوتے ہیں اور اس کی آئندہ نسل کے لئے اولاد کے لئے بھی نیک صالح ہونے کی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ہاں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لڑکی کی شادی کے وقت دعائیہ اشعار کے ساتھ خوشی کے اظہار کے لئے شریفانہ قسم کے دوسرے شعر بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور یہ ہر علاقے کے رسم و رواج کے مطابق جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انصار پسند کرتے ہیں تو یہ نہیں فرمایا کہ ضرور ہونا چاہئے بلکہ فرمایا کہ انصار پسند کرتے ہیں۔ یہ خاص خاص لوگ ہیں جو پسند ہیں اور اس میں کیونکہ کوئی شرک کا اور دین سے ہٹنے کا اور کسی بدعت کا پہلو نہیں تھا اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح کرنا چاہئے کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر ایک، ہر قبیلہ، ضرور دف بجایا کرے اور یہ ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اپنے رواج کے مطابق ایسے رواج جو دین میں خرابیاں پیدا کرنے والے نہ ہوں ان کے مطابق خوشی کا اظہار کر لیا کرو یہ ہلکی پھلکی تفریح بھی ہے اور اس کے کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں۔ لیکن ایسی حرکتیں جن سے شرک پھیلنے کا خطرہ ہو، دین میں بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہو اس کی بہر حال اجازت نہیں دی جا سکتی۔ شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم شادی کرنے کی سوچو تو ہر چیز پر فوقیت اس لڑکی کو دو، اس رشتے کو دو، جس میں دین زیادہ ہو۔ اس لئے یہ کہنا کہ شادی بیاہ صرف خوشی کا اظہار ہے خوشی ہے اور اپنا ذاتی ہمارا فعل ہے۔ یہ غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں اسلام نے یہ نہیں کہا کہ تارک الدنیا ہو جاؤ اور بالکل ایک طرف لگ جاؤ۔ لیکن اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ دنیا میں اتنے کھوئے جاؤ کہ دین کا ہوش ہی نہ رہے۔ اگر شادی بیاہ صرف شور وغل اور رونق اور گانا بجانا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع ہو کر اور پھر تقویٰ اختیار کرنے کی طرف اتنی توجہ دلائی ہے کہ توجہ نہ دلاتے۔ بلکہ شادی کی ہر نصیحت اور ہر ہدایت کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہے۔ پس اسلام نے اعتدال کے اندر رہتے ہوئے جن جائز باتوں کی اجازت دی ہے اُن کے اندر ہی رہنا چاہئے اور اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے کہ دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک مومن کے لئے ایک ایسے انسان کے لئے جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے شادی نیکی پھیلانے، نیکیوں پر عمل کرنے اور نیک نسل چلانے کے لئے کرنی چاہئے۔ اور یہی بات شادی کرنے والے جوڑے کے والدین، عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی یاد رکھنی چاہئے۔ ان کے ذہنوں میں بھی یہ بات ہونی چاہئے کہ یہ شادی ان مقاصد کے لئے ہے نہ کہ صرف نفسانی اغراض اور لہو ولعب کے لئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شادیاں کی تھیں اور اسی غرض کے لئے کی تھیں اور یہ اسوہ ہمارے سامنے قائم فرمایا کہ شادیاں کرو اور دین کی خاطر کرو۔ یہی آپ نے نصیحت فرمائی۔ نہ ان لوگوں کو پسند فرمایا جو صرف عبادتوں میں لگے رہتے ہیں اور دین کی خدمت میں ڈوبے رہتے ہیں۔ نہ اپنے نفس کے حقوق ادا کرتے ہیں نہ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ نہ ان لوگوں کو پسند کیا جو دولت کے لئے، خوبصورتی کے لئے، اعلیٰ خاندان کے لئے رشتے جوڑتے ہیں یا جو ہر وقت اپنی دنیاداری اور بیوی بچوں کے غم میں ہی مصروف رہتے ہیں۔ نہ ان کے پاس عبادت کے لئے وقت ہوتا ہے اور نہ دین کی خدمت کے لئے کوئی وقت ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ نہ اسلام یہ کہتا ہے کہ دنیا میں اتنے پڑ جاؤ کہ دین کو بھول جاؤ، نہ یہ کہ بالکل ہی تجرد کی زندگی اختیار کرنا شروع کر دو اور دنیاداری سے ایک طرف ہو جاؤ۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ کسی صحابی نے کہا ہے کہ میں شادی نہیں کروں گا اور مسلسل عبادتوں میں اور روزوں میں وقت گزاروں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ مَیں تو عبادتیں بھی کرتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، بندوں کے دوسرے حقوق بھی ادا کرتا ہوں شادیاں بھی کی ہیں۔ پس جو شخص میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

پھر اسلام کسی بھی طرف جھکاؤ سے منع کرتا ہے۔ اپنا اُسوۂ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ نہ افراط کرو نہ تفریط کرو۔ آخر میں جو فرمایا کہ جو میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی وارننگ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شادی صرف خوشی کا نام ہے اور اس میں ہر طرح جو مرضی کر لو کوئی حرج نہیں۔ تو آپ نے یہ کہہ کر کہ جو میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یعنی افراط کرنے والوں کو بھی بتا دیا کہ لغویات سے بچنا نیکیوں کو قائم کرنا بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنا میری سنت ہے اس لئے تم بھی نیکیوں پر چلنے کی اور لغویات سے بچنے کی لہو ولعب سے بچنے کی میری سنت پر عمل کرو۔ بعض لوگ بعض شادی والے گھر جہاں شادیاں ہو رہی ہوں دوسروں کی باتوں میں آ کر یا ضد کی وجہ سے یا دکھاوے کی وجہ سے کہ فلاں نے بھی اس طرح گانے گائے تھے، فلاں نے بھی یہی کیا تھا، تو ہم بھی کریں گے اپنی نیکیوں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے بھی ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔ فلاں نے اگر کیا تھا تو اس نے اپنا حساب دینا ہے اور تم نے اپنا حساب دینا ہے۔ اگر دوسرے نے یہ حرکت کی تھی اور پتہ نہیں لگا اور نظام کی پکڑ سے بھی بچ گیا تو ضروری نہیں کہ تم بھی بچ جاؤ۔ تو سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سب کام کرنے ہیں یا نیکیاں کرنی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی ہیں، وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہر اس چیز سے بچنا ہو گا جو دین میں برائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔ اس برائی کے علاوہ بھی بہت سی برائیاں ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں یہ برائیاں جو ہیں اپنی جڑیں گہری کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح دین میں اور نظام میں ایک بگاڑ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اب پھر کہہ رہا ہوں کہ دوسروں کی مثالیں دے کر بچنے کی کوشش نہ کریں، خود بچیں۔ اور اب اگر دوسرے احمدی کو یہ کرتا دیکھیں تو اس کی بھی اطلاع دیں کہ اس نے یہ کیا تھا۔ اطلاع تو دی جا سکتی ہے لیکن یہ بہانہ نہیں کیا جا سکتا کہ فلاں نے کیا تھا اس لئے ہم نے بھی کرنا ہے تاکہ اصلاح کی کوشش ہو سکے، معاشرے کی اصلاح کی جا سکے۔ ناچ ڈانس اور بیہودہ قسم کے گانے جو ہیں ان کے متعلق مَیں نے پہلے بھی واضح طور کہہ دیا ہے کہ اگر اس طرح کی حرکتیں ہوں گی تو بہر حال پکڑ ہو گی۔ لیکن بعض برائیاں ایسی ہیں جو گو کہ برائیاں ہیں لیکن ان میں یہ شرک یا یہ چیزیں تو نہیں پائی جاتیں لیکن لغویات ضرور ہیں اور پھر یہ رسم و رواج جو ہیں یہ بوجھ بنتے چلے جاتے ہیں۔ جو کرنے والے ہیں وہ خود بھی مشکلات میں گرفتار ہو رہے ہوتے ہیں اور بعض جو ان کے قریبی ہیں، دیکھنے والے ہیں، ان کو بھی مشکل میں ڈال رہے ہوتے ہیں ان میں جہیز ہیں، شادی کے اخراجات ہیں، ولیمے کے اخراجات ہیں، طریقے ہیں اور بعض دوسری رسوم ہیں جو بالکل ہی لغویات اور بوجھ ہیں۔ ہمیں تو خوش ہونا چاہئے کہ ہم ایسے دین کو ماننے والے ہیں جو معاشرے کے، قبیلوں کے، خاندان کے رسم و رواج سے جان چھڑانے والا ہے۔ ایسے رسم و رواج جنہوں نے زندگی اجیرن کی ہوئی تھی۔ نہ کہ ہم دوسرے مذاہب والوں کو دیکھتے ہوئے ان لغویات کو اختیار کرنا شروع کر دیں۔

اس آیت کے ترجمے میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے، آپ سن چکے ہیں کہ تم ایسے دین اور ایسے نبی کو ماننے والے ہو جو تمہارے بوجھ ہلکے کرنے والا ہے۔ جن بے ہودہ رسم و رواج اور لغو حرکات نے تمہاری گردنوں میں طوق ڈالے ہوئے ہیں، پکڑا ہوا ہے، ان سے تمہیں آزاد کرانے والا ہے۔ تو بجائے اس کے

سیٹلائٹ

کہ تم اُس دین کی پیروی کرو جس کو اب تم نے مان لیا ہے اور اُن طور طریقوں اور رسوم و رواج اور غلط قسم کے بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد کرو، ان میں دوبارہ گرفتار ہو رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم تو خوش قسمت ہو کہ اس تعلیم کی وجہ سے ان بوجھوں سے آزاد ہو گئے ہو اور اب فلاح پا سکو گے، کامیابیاں تمہارے قدم چومیں گی، نیکیوں کی توفیق ملے گی۔

پس ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تو ان رسموں اور لغویات کو چھوڑنے کی وجہ سے ہمیں کامیابیوں کی خوشخبری دے رہا ہے۔ اور ہم دوبارہ دنیا کی دیکھا دیکھی ان میں پڑنے والے ہو رہے ہیں۔ بعض اور باتوں کا بھی مَیں نے ذکر کیا تھا کہ وہ بعض دفعہ احمدی معاشرہ میں نظر آتی ہیں۔ بعض طبقوں میں تو یہ برائیاں بدعت کی شکل اختیار کر رہی ہیں۔ ان کے خیال میں اس کے بغیر شادی کی تقریب مکمل ہو ہی نہیں سکتی یہ باتیں ہماری قوم کے علاوہ شاید دوسری قوموں میں بھی ہوں لیکن ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں نے سب سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا تھا (بہت سے ایسے بیٹھے ہیں جن کے بزرگوں نے قبول کیا تھا) ان کی یہ سب سے زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے اندر کسی ایسے رسم و رواج کو راہ پانے کا موقع نہ دیں جہاں رسم و رواج بوجھ بن رہے ہیں۔ یعنی جن کا اسلام سے، دین سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہو۔ اگر آپ لوگ اپنے رسم و رواج پر زور دیں گے تو دوسری قوموں کا بھی حق ہے۔ بعض رسم و رواج تو دین میں خرابی پیدا کرنے والے نہیں وہ تو جیسا کہ ذکر آیا وہ بے شک کریں۔ ہر قوم کے مختلف ہیں جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا انصار کی شادی کے موقعہ پر بھی خوشی کے اظہار کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال بیان فرمائی ہے۔ لیکن جو دین میں خرابی پیدا کرنے والے ہیں وہ چاہے کسی قوم کے ہوں رد کئے جانے والے ہیں کیونکہ احمدی معاشرہ ایک معاشرہ ہے اور جس طرح اس نے گھل مل کر دنیا میں وحدانیت قائم کرنی ہے، اسلام کا جھنڈا گاڑنا ہے، اگر ہر جگہ مختلف قسم کی باتیں ہونے لگ گئیں اس سے پھر دین بھی بدلتا جائے گا اور بہت ساری باتیں بھی پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے پھر بڑی بدعتیں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں، اس لئے بہر حال احتیاط کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مثال ہمارے سامنے قائم فرمائی۔ آپ کی لاڈلی بیٹی کی شادی ہوئی سب جانتے ہیں پہلے بھی کئی دفعہ سن چکے ہیں، کس طرح سادگی سے ہوئی؟ اگر دینا چاہتے تو بہت کچھ دے سکتے تھے۔ لوگ تو قرض لے کر جہیز بناتے ہیں۔ آپ کے صحابہ تو آپ پر بہت کچھ نچھاور کر سکتے تھے۔ کئی صاحب حیثیت تھے، چیزیں مہیا کر سکتے تھے لیکن سادگی سے ہی آپؐ نے رخصت کیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم حضرت فاطمہؓ کو تیار کریں اور ان کو حضرت علیؓ کے پاس لے جائیں۔ اس سے پہلے انہوں نے اپنے کمرے کی تیاری کی جس کا نقشہ کھینچا کہ ہم نے کمرے میں مٹی سے لپائی کی پھر دو تکیئے تیار کئے جن میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پھر ہم نے لوگوں کو کھجور اور انگور کھلائے اور انہیں میٹھا پانی پلایا اور ہم نے ایک لکڑی لی جس کو ہم نے کمرے کے ایک طرف لگا دیا تا کہ اس کو کوئی کپڑا لٹکانے اور مشکیزہ لٹکانے کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ پس ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے زیادہ اچھی شادی اور کوئی نہیں دیکھی۔

(سنن ابی ماجہ کتاب النکاح باب الولیمہ)

یہ نقشہ تو صرف کھینچا ہے انہوں نے شادی کا۔ اس وقت کے لحاظ سے جو سادگی تھی آپؐ نے اس کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور اپنی بیٹی کو یہ بھی بتایا کہ اصل چیز یہ سادگی ہی ہے اور خدا کی رضا ہے جس کو حاصل کرنے کی ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ بعد میں بھی ایک موقعہ پر جب انہوں نے غلام کی درخواست کی کہ ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں تو آپؐ نے یہی فرمایا تھا کہ خود ہاتھ سے کام کرو اور بہت سارے مسلمان ہیں جن کو تمہارے سے زیادہ ضرورت ہے۔ تو بہر حال اپنے گھر سے ہی انہوں نے سادگی کی تعلیم دی اور تلقین کی۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ اس طریقے کے مطابق دو تکیئے دینے چاہئیں لیکن ایک مثال ہے سادگی کی سادہ رہنا چاہئے اور بلاوجہ بوجھ ڈال کر اپنی گردنوں پر قرضوں کے طوق نہیں ڈالنے چاہئیں۔ سادگی اور وسائل کے اندر رہتے ہوئے جو میسر ہو، جو رسم و رواج ہیں اس وقت کے اس کے مطابق یہ فرض پورا کرنا چاہئے۔ شادی کا بھی حق ادا کرنا چاہئے اور مہمانوں کی مہمان نوازی کا بھی حق ادا کرنا چاہئے لیکن اپنے وسائل کے اندر رہ کے۔

اس ضمن میں یہ ذکر کر دوں کہ اللہ کے فضل سے مریم شادی فنڈ سے بہت سی بچیوں کی شادیاں کی جاتی ہیں لیکن بعض دفعہ جن کی مدد کی جاتی ہے ان کا یہ بار بار مطالبہ بھی ہوتا ہے کہ ہمیں فلاں چیز بھی بنا کر دی جائے اور فلاں چیز بھی بنا کے دی جائے یا اتنی رقم ضرور دی جائے، اس سے کم نہیں۔ تو جو چند ایک تنگ کرنے والے ہیں بعض دفعہ ضد کرنے والے، ان لوگوں کو مَیں یہ کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو معاشرے کے رسم و رواج کے بوجھ تلے نہ لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کو آزاد کروانے آئے تھے اور آپ کو ان چیزوں سے آزاد کیا اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر آپ اس عہد کو مزید پختہ کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ چھٹی شرط بیعت میں ہے حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا۔ یعنی کوشش ہوگی کہ رسموں سے بھی باز رہوں گا اور ہوا و ہوس سے بھی باز رہوں گا۔ تو قناعت اور شکر پر زور دی۔ یہ شرط ہر احمدی کے لئے ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب ہو۔ اپنے اپنے وسائل کے لحاظ سے اس کو ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے مدنظر رکھنا چاہئے۔

اس ضمن میں امراء کو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اب بھی یہ کہتا ہوں، دوبارہ تحریک کر دیتا ہوں کہ مریم شادی فنڈ میں ضرور شامل ہوا کریں اور خاص طور پر جو صاحب حیثیت ہیں اور جب ان کے بچوں کی شادیاں ہوتی ہیں اس وقت یہ ضرور ذہن میں رکھا کریں کہ کسی نہ کسی غریب کی شادی کروانی ہے۔

پھر شادی بیاہوں میں مہر مقرر کرنے کا بھی ایک مسئلہ ہے۔ یہ بھی رہتا ہے ہر وقت۔ اور اگر کبھی خدانخواستہ کوئی شادی ناکام ہو جائے تو پھر لڑکے کی طرف سے اس بارے میں لیت و لعل سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پھر ان کے خلاف ایکشن بھی ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے ہی سوچ سمجھ کر مہر رکھنا چاہئے دنیا دکھاوے کے لئے نہ رکھنا چاہئے بلکہ ایسا ہو جو ادا ہو سکے۔ ایسا مہر مقرر نہ ہو، جیسا کہ مَیں نے کہا، صرف دکھاوے کی خاطر ہو اور پھر معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس نے کہا مَیں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو مہر کیا رکھ رہے ہو؟ اس نے کہا چار اوقیہ چاندی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا چار اوقیہ؟۔ سوال کیا۔ چار اوقیہ گویا تم اس پہاڑ کے گوشے سے چاندی کھود کر اسے دو گے۔ ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم تجھے دیں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ ہم تمہیں کسی مہم پر بھجوا دیں وہاں سے تم کچھ مال غنیمت حاصل کر لو۔ پھر آپ نے ایک دستہ بنی عبس کی طرف بھجوایا تو اس شخص کو اس میں شامل کیا۔

(مسلم کتاب النکاح۔ باب ندب من اراد نکاح امرأۃ الی ان ینظر الی وجھھا وکفیھا قبل خطبتھا)

تو دیکھیں مہر کے بارے میں بھی آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ طاقت سے بڑھ کر ہو۔ جو اس کی حیثیت کے مطابق نہیں تھا تو کہا یہ بہت زیادہ ہے۔ اور پھر یہ بھی پتہ تھا کہ آپ سے مانگے گا، نظام سے درخواست کرے گا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ مہم پر جاؤ مال غنیمت مل گیا تو اس سے اپنا مہر ادا کر دینا اور یہی بات ہے کہ مہر جو ہے سوچ سمجھ کر رکھنا چاہئے جتنی توفیق ہو جتنی طاقت ہو۔

مہر ایک ایسا معاملہ ہے جس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ قضاء میں بہت سارے کیس آتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر تو بڑی عجیب صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ شادی سے پہلے لڑکی والے لڑکے کو باندھنے کی غرض سے زیادہ مہر لکھوانے کی کوشش کرتے ہیں اور شادی کے بعد اگر کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے، طلاق کی صورت ہو جائے، تو لڑکے بہانے بنا کر اس کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر نظام کے لئے اور میرے لئے اور بھی زیادہ تکلیف دہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں سزا بھی دینی پڑتی ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے واضح ارشادات فرمائے ہیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کسی نے پوچھا مہر کے متعلق کہ اس کی تعداد کس قدر ہونی چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مہر تراضی طرفین سے ہو، آپس میں جو فریقین ہیں ان کی رضامندی سے ہو جس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے۔ کوئی حد نہیں ہے مہر کی بلکہ اس سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے۔ صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ نہ عورت والوں کی نیت لینے کی ہوتی ہے نہ خاوند کی دینے کی۔ جیسا کہ فرمایا: مسائل اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب لڑائی جھگڑے ہوں۔ فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازع آ پڑے تو جب تک اس کی نیت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا و رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقرر مہر نہ دلایا جاوے اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدنظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔

تو اس بارے میں جو معاملات آتے ہیں اس کو بھی قضاء کو دیکھنا چاہئے۔ اتنا ہی نظام کو یا قضا کو بوجھ ڈالنا چاہئے جو اس کی حیثیت کے مطابق ہو اور اس کے مطابق حق مہر کا تعین کرنا چاہئے۔ ایسے

موقعوں پر بڑی گہرائی میں جا کر جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔حیثیت کا تعین کرنے کے لئے فریقین کو بھی قول سدید سے کام لینا چاہئے۔ نہ دینے والا حق مارنے کی کوشش کرے اور نہ لینے والا اپنے پیٹ میں انگارے بھرنے کی کوشش کرے۔

حق مہر کی ادائیگی کے بارے میں ایک اور مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ ایک عورت اپنا مہر نہیں بخشتی۔ شادی کرکے اس کو کہتے ہیں کہ بخش بھی دو۔تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عورت کا حق ہے۔اسے دینا چاہئے اول تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے ورنہ بعد ازاں ادا کر دینا چاہئے۔پنجاب اور ہندوستان میں یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر، یعنی عورتوں کی یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر، خاوند کو اپنا مہر بخش دیتی ہیں۔یہ صرف رواج ہے۔(فتاویٰ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام صفحہ148)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے عرض کیا کہ میری بیوی نے مجھے مہر بخش دیا ہے، معاف کر دیا ہے۔تو آپ نے فرمایا تم نے اس کے ہاتھ پر رکھا تھا۔انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے ہاتھ پہ رکھو پھر اگر وہ بخش دے، معاف کر دے تو پھر ٹھیک ہے۔تو جب واپس آئے کہتے ہیں مَیں نے تو اس کے ہاتھ پر رکھا اور وہ دینے سے انکاری ہے۔فرمایا یہی طریقہ ہے، اصل طریقہ بھی یہی ہے پہلے ہاتھ پر رکھو پھر معاف کرواؤ۔اس لئے جو کوشش کرتے ہیں ناں مقدمہ لانے سے پہلے کہ جو ہم نے یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا ان کو سوچنا چاہئے۔

اور پھر اسی ضمن میں ایک اور بات بھی بیان کر دوں کیونکہ کل ہی بنگلہ دیش سے ایک نے خط لکھ کر پوچھا تھا کہ میری بیوی فوت ہو گئی ہے اور مہر میں نے ادا نہیں کیا تھا تو ایسی صورت میں اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔تو اسی قسم کا ایک سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوا تھا کہ میری بیوی فوت ہو گئی ہے مَیں نے نہ مہر اس کو دیا ہے نہ بخشوایا ہے۔اب کیا کروں۔تو آپ نے فتویٰ دیا، فرمایا کہ مہر اس کا ترکہ ہے اور آپ کے نام قرض ہے۔آپ کو ادا کرنا چاہئے اور اس کی یہ صورت ہے کہ شرعی حصص کے مطابق اس کے دوسرے مال کے ساتھ تقسیم کیا جاوے۔جس میں ایک حصہ خاوند کا بھی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے نام پر صدقہ دیا جاوے۔(فتاویٰ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام صفحہ148)

تو بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں یہاں یورپ میں بعض دفعہ ایسے جھگڑے آ جاتے ہیں کہ ملکی قانون جو ہے وہ حقوق دلوا دیتا ہے طلاق کی صورت میں وہ کافی ہے حق مہر نہیں دینا چاہئے۔ایک تو یہ ہے کہ وہ حقوق بعض دفعہ اگر بچے ہوں تو بچوں کے ہوتے ہیں۔ض دوسرے کچھ حد تک اگر بیوی کے ہوں بھی تو وہ ایک وقت تک کے لئے ہوتے ہیں اس لئے بعد میں یہ مطالبہ کرنا کہ حق مہر نہ دلوایا جائے اور حق مہر میں اس کو ایڈجسٹ کیا جائے یہ میرے نزدیک جائز نہیں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی تو بات یہ کہ دیکھ کر حق مہر مقرر کیا جائے۔ حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو۔اس کا تعین قضا کر سکتی ہے کتنا ہے۔اور جب تعین ہو گیا ہے تو فرمایا کہ یہ تو ایک قرض ہے اور قرض کی ادائیگی بہرحال کرنی ضروری ہے اس لئے یہ بہانے نہیں ہونے چاہئیں کہ حق مہر ادا نہیں کیا۔تو یہ قرض جو ہے وہ قرض کی صورت میں ادا ہونا چاہئے اس کا ان حقوق سے کوئی تعلق نہیں جو ملکی قانون دلواتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جس کی حیثیت دس روپے کی ہے اس کا مہر ایک لاکھ کس طرح مقرر ہو سکتا ہے۔اس لئے حیثیت کے مطابق حق مہر مقرر کرنے کا حق یا تبدیل کرنے کا حق نظام جماعت کو ہے۔غیر احمدیوں نے تو عجیب عجیب ایسی رسمیں بنا لی ہیں یعنی دین کو بھی بالکل تمسخر بنا دیا ہے۔بیہودہ قسم کے رسم و رواج جو ہیں وہ بیچ میں ڈال دیئے ہیں مثلاً برصغیر میں ہندوستان، پاکستان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی رواج تھا وہیں سے مَیں نے مثال دی ہے کہ مثلاً حق مہر دو من مچھر کی چربی۔ اب نہ اتنی چربی اکٹھی ہو اور نہ حق مہر ادا ہو۔تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو بالکل غلط طریق کار ہے۔ہمیں شکر کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے مان لیا جنہوں نے ان بے عمل علماء کے فیصلوں اور فتووں سے ہمیں بچا لیا۔پس اس بات کا شکرانہ بھی اس بات میں ہے کہ شادی کرنے والے جوڑے بھی ہمیشہ قول سدید اور تقویٰ سے کام لیں اور ان کے عزیز رشتہ دار بھی۔

ایک خرچ جو آجکل شادی بیاہوں پر بہت بڑھ گیا ہے اور کم طاقت رکھنے والے اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے مطالبہ بھی کرتے ہیں، مدد کی درخواست بھی کرتے ہیں وہ کھانے کا خرچ ہے۔لڑکی والے بھی اسراف سے کام لے رہے ہوتے ہیں اور لڑکے والے بھی گو کہ اب پاکستان میں قانون بن گیا ہے کھانا نہیں کھلانا اور ایسی دعوت نہیں کرنی لیکن پھر بھی کچھ لوگ اس کام کو کرتے ہیں اور پھر مختلف طریقے نکال لئے ہیں۔جب کہا جائے کہ اخراجات تو توفیق اور حیثیت کے مطابق ہونے چاہئیں تو جواب یہی ہوتا ہے کہ صرف ایک کھانا پکایا تھا۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ دھوکا نہیں ہے۔اگر توفیق نہیں تو نہیں کرنا چاہئے یہ کام۔پھر قانون کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔یا گھر میں سادہ سا جو بھی توفیق ہو اس کے مطابق اتنے آدمیوں کو بلا کر کھلایا جائے۔

اسی طرح بعض صاحب حیثیت جو ہیں وہ اپنی شادیوں پر بلاوجہ کھانوں کا ضیاع کر رہے ہوتے ہیں۔آٹھ دس قسم کے سالن تیار کئے ہوتے ہیں جو کھائے تو جاتے نہیں، ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ان میں بہت سے یہاں یورپ سے جانے والے بھی شامل ہیں جو جا کر اپنی شادیاں کرتے ہیں یا اپنے عزیزوں کی شادیاں کرتے ہیں دکھاوے کی خاطر کہ ہم یورپ سے آ رہے ہیں۔اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کھانا پھر بچ جاتا ہے وہ غریبوں میں بھی تقسیم نہیں ہو سکتا کہ چلو کسی غریب کے کام آ جائے تب بھی کوئی بات ہے۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر اتنی کشائش ہے کہ اتنے کھانے پکا سکتے ہیں اور خرچ بھی کر سکتے ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا تھا غریبوں کی شادیوں پر خرچ کرنے کے لئے چندہ دے دیں۔

پھر عام طور پر غیر معمولی سجاوٹیں کی جاتی ہیں اس کے لئے کوشش ہو رہی ہوتی ہے۔بعض لوگ ربوہ میں شادی کرنے والے اس احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ یہاں سے، باہر سے جانے والے بھی اور ربوہ کے رہنے والے بھی شاید ہوں، رہنے والوں کے پاس تو کم ہی پیسہ ہوتا ہے اس لئے وہ تو اس طرح نہیں کرتے ایک آدھ کے علاوہ، کہ شادی کا انتظام کرنے کے لئے جو لوگ موجود ہیں، جو کاروبار کرتے ہیں ان سے کام کروانے کی بجائے یا ان سے کھانے پکوانے کی بجائے، باہر سے، لاہور وغیرہ سے منگوائے جاتے ہیں کہ زیادہ اعلیٰ انتظام ہو گا۔ٹھیک ہے ہر ایک کی اپنی اپنی پسند ہے اس کے مطابق کریں۔لیکن کسی احساس کمتری کے تحت یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔احمدی میں اس قسم کا دکھاوے کے لئے احساس کمتری بالکل نہیں ہونا چاہئے بلکہ کسی قسم کا بھی احساس کمتری نہیں ہونا چاہئے۔یہی طوق ہیں جو گردنوں کو جکڑے ہوئے ہیں۔

دوسرے یہ بھی ہے کہ ربوہ میں جو شادی بیاہ کے انتظامات کا کام کرنے والے ہیں۔ان کا بھی خیال رکھنا چاہئے اب وہاں تمام سہولتیں میسر ہیں۔ربوہ میں جو لوگ اس کاروبار میں بیٹھے ہوئے ہیں یا اور

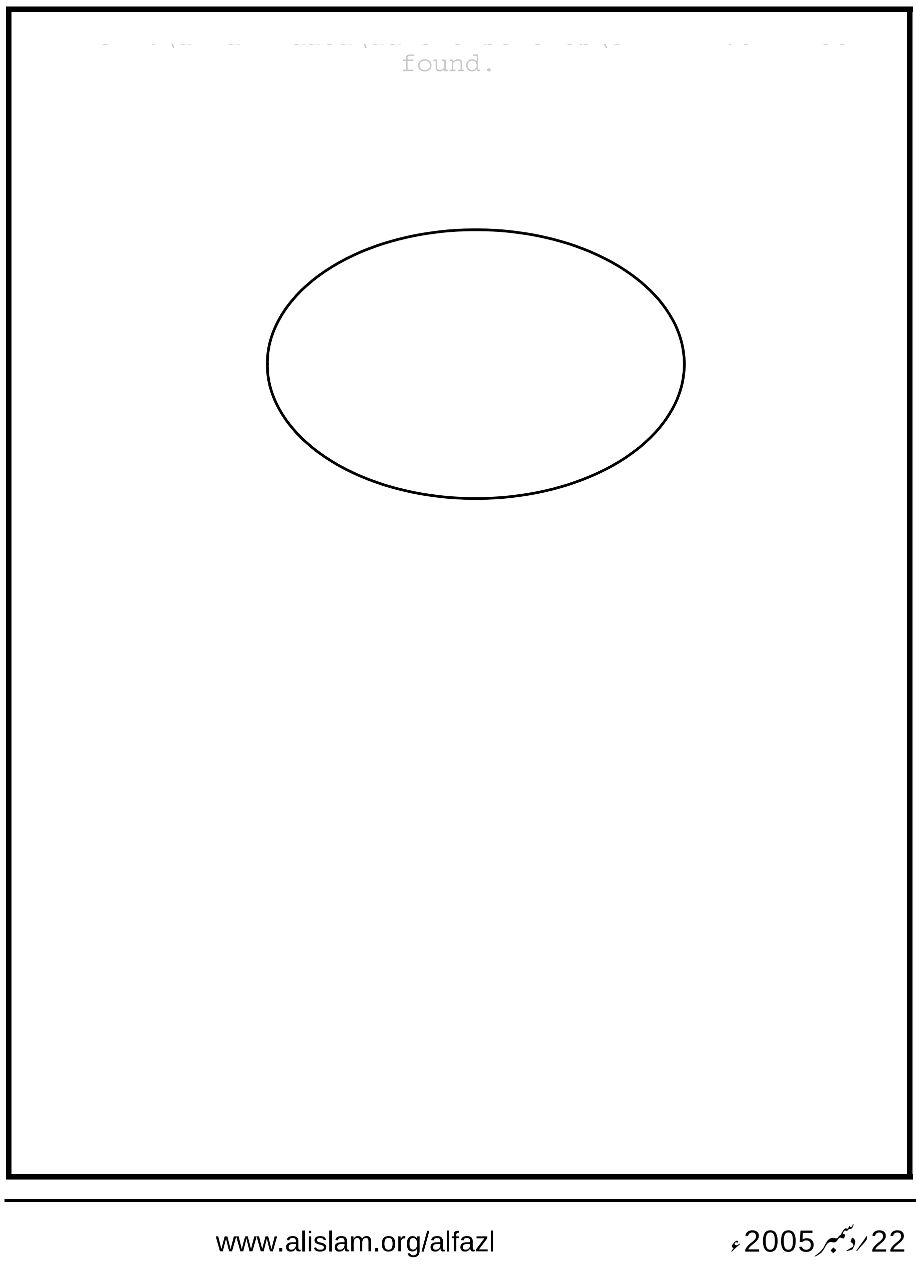

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

دوسرے جو کاروباری لوگ ہیں ان کی مدد کرنی چاہئے۔ چھوٹا سا ایک شہر ہے۔ وہاں یہ کاروباری لوگ اس سہولت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں تا کہ احمدیوں کو سہولت میسر آ جائے تو احمدی کو بہر حال احمدی کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور یہ جو کاروباری لوگ ہیں ربوہ میں، ان کو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اپنی چیزوں کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اپنی سروسز کے اعلیٰ معیار قائم کریں تا کہ کسی قسم کی کمی نہ رہے ان کا بھی دوسروں سے مقابلہ ہونا چاہئے۔ اپنی قیمتوں کو بھی مناسب رکھیں تا کہ یہ شکوہ نہ ہو کہ زیادہ قیمتیں لیتے ہیں اس لئے ہم نے کام نہیں کروایا۔ تو یہی کاروبار کا گر ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب ربوہ قائم فرمایا، بنیاد ڈالی، تو اس وقت جو دکانداروں کو نصیحت فرمائی تھی وہ بھی یہی تھی کہ ایک تو اشیاء کے معیار اچھے رکھو دوسرے کم سے کم منافع لو۔ کاروبار اس سے چمکے گا۔ کاروبار کسی دھوکے سے کامیاب نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس کے مطابق عمل کریں۔

اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے حَکَم و عدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام برائیوں اور لغو رسم و رواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ تو اس کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ میں فرمایا کہ: پرسوں انشاءاللہ تعالیٰ مَیں سفر پر روانہ ہو رہا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ سفر بابرکت فرمائے اور اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ اور جلد سے جلد ہم ہر جگہ احمدیت اور حقیقی اسلام کی حکومت کو قائم ہوتا دیکھیں۔

☾☾☾☾☾☾☾☾☾

بقیہ: 'اطاعت خلافت' از صفحہ نمبر 4

طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر اتفاق جان و مال، ہر مسلمان کے لئے فرض کر دیا گیا۔ ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آ سکتا۔ اسلام کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام ''خلیفہ'' اور ''امام'' ہے۔''

(مسئلہ خلافت از مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ 38)

❁......اسی طرح حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب منصب امامت میں لکھتے ہیں:۔

''امام وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ بلکہ خود گویا کہ رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض وہم و خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔''

(منصب امامت صفحہ 111۔ از شاہ اسماعیل شہید مترجم حکیم محمد حسین علوی مطبوعہ حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور)

❁...... حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جنگ کے موقع پر خالد بن ولیدؓ جو کمانڈر انچیف تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں ہٹا کے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو کمانڈر انچیف بنا دیا۔ خالد بن ولیدؓ خود ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس گئے اور کہا کہ خلیفہ وقت کے حکم کی فوری تعمیل کریں اور کمانڈر انچیف کا عہدہ سنبھال لیں۔ مجھے آپ جو بھی کام دیں گے میں کروں گا خواہ چپڑاسی کا کام دیں۔

خالد بن ولیدؓ جانتے تھے کہ اصل برکت خلافت کی اطاعت میں ہے اور وہی کامیاب ہوگا جس کے ساتھ خلیفہ وقت کی دعائیں اور تائید ہوگی۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ جنگ بڑی شان کے ساتھ جیتی گئی۔

❁...... عبداللہ بن رواحہؓ نے مسجد جاتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی بیٹھ جاؤ تو آپ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ وہ حکم مسجد والوں کے لئے تھا مگر آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ آنحضورؐ کی آواز کانوں میں پڑے اور اس کی تعمیل نہ ہو۔

یہ نظارہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی دکھایا اور ابھی خلافت خامسہ کے انتخاب کے معاً بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت سے بیعت لینے لگے تو مسجد فضل لندن میں کھڑے احباب سے فرمایا بیٹھ جائیں۔ جب یہ اعلان لاؤڈ سپیکر پر ہوا کہ حضور نے فرمایا ہے بیٹھ جائیں تو ساری دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ لندن کی سرد رات تھی ہزاروں کا مجمع جو سڑک پر کھڑا تھا اور اپنے نئے امام کی بیعت کرنے کو تیار تھا اسے جب یہ حکم سنائی دیا کہ بیٹھ جائیں تو ایک ہی لمحے میں ہزاروں کا مجمع ٹھنڈی سڑک پر بیٹھ گیا۔ اور یوں ہزاروں احمدیوں نے عبداللہ بن رواحہؓ بن کے اپنے پیارے امام کی اطاعت کی۔ اور اپنے پیارے مسیح موعود کے اس ارشاد کی تعمیل کی کہ ''تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو''۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ اپنے اس نئے امام کی جس کی ابھی بیعت بھی نہیں کی آواز پر فوری لبیک کہتے ہوئے اسی لمحے زمین پر بیٹھ کر اطاعت کے باب میں ایک نئی تاریخ رقم کی۔

❁......روس کے ایک بادشاہ نے اپنے دربان ٹالسٹائے کو حکم دیا کہ اندر کسی کو نہیں آنے دینا۔ بادشاہ کا بیٹا آیا اور اندر داخل ہونا چاہا مگر دربان نے روک دیا۔ شہزادے نے ناراض ہو کے دربان کو مارا تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا دربان مار کھاتا رہا مگر شہزادے کو اندر نہ جانے دیا۔ بادشاہ نے آ کے دربان سے کہا کہ شہزادے کو بات نہ ماننے اور ہاتھ اٹھانے کی سزا دو اور اسے مارو۔ شہزادے نے کہا کہ میں شاہی خاندان کا فرد ہوں ایک دربان مجھے نہیں مار سکتا۔ اس پر بادشاہ نے ترقی دیتے دیتے اُس دربان کو کاؤنٹ (Count) بنادیا اور پھر حکم دیا کہ کاؤنٹ ٹالسٹائے اس شہزادے کو مارو اور دربان سے شہزادے کو پٹوایا اور اپنی بات کی عظمت کو قائم رکھا۔

وہ تو روس کا ایک بادشاہ تھا جسے اپنی بات کی اس قدر غیرت تھی کہ اس نے اپنے ہی خون کو اپنے دربان کے ہاتھوں پٹوا دیا۔ تو وہ شخص جسے خدا نے تمام دنیا کا امام بنایا ہو اور اُس کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہو جسے خدا تعالیٰ نے اپنی شناخت کا ذریعہ بنایا ہو۔ جس کی کامیابی کا خود خدا ضامن ہو اس کی نافرمانی گویا خدا تعالیٰ سے جنگ کی تیاری ہو۔ وہ وجود جو خدا کے نمائندہ کی حیثیت سے تمام دنیا کا امام بن کے خدا کی توحید کا پرچار کرنے والا ہو اس کی نافرمانی یقینی طور پر خدا کے عذاب کو آواز دینا ہے۔

❁...... حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپے کیا، پانچ لاکھ روپے کیا، پانچ ارب روپے کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں......اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔''

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات از حضرت مصلح موعود صفحہ 63 مرتبہ ادارہ ترقی اسلام سکندر آباد دکن)

''تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔'' (انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اُس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کے لئے کوشش کرو کہ سَو (100) میں سے سَو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اُس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور ''اَلاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِن وَّرَائِہٖ'' پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تم سے خوش ہو جائے۔

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 525)

❁......پس آج ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ایک اشارے پر آپ کے دائیں بھی لڑیں اور بائیں بھی لڑیں اور آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں۔

ہم طلحہ کا ہاتھ بن کے خلافت احمدیہ کی طرف بڑھنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھوں پہ لے لیں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل اور کوئی دشمن کوشش خلافت احمدیہ کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔

ہم دلی بشاشت سے لذت و سرور محسوس کرتے ہوئے اپنے امام کی ہر بات کو ماننے والے ہوں۔

ہم ایسی اطاعت کرنے والے ہوں کہ ہمارے دلوں کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کے بہہ نکلیں۔

ہم اپنے امام کی ہر امر میں اس طرح پیروی کرنے والے ہوں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔

ہم اپنے آپ کو اپنے امام کے ہاتھ میں اس طرح دینے والے ہوں جس طرح میّت غسّال کے ہاتھ میں۔

ہم اپنے امام سے اس طرح وابستہ ہوں جس طرح گاڑیاں انجن کے ساتھ۔

ہم خلافت احمدیہ کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں اور اپنی اولاد در اولاد کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنے والے ہوں۔

خلافت کی محبت اور اطاعت ہمارے چہروں سے اس طرح جھلک رہی ہو کہ دیکھنے والا ہر دشمن جا کے اس بات کی گواہی دے کہ تم لوگ خلافت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے چاہنے والے انسان نہیں موتیں ہیں جو خلافت کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ پہ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

''خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔ صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن، تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارا ہو اور تم اُس کے ہو۔ آمین!''

❁❁❁❁❁❁❁

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:دورہ ماریشس از صفحہ نمبر 16

کے روحانی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد آج لندن سے ماریشس پہنچے ہیں۔ ائرپورٹ پر جماعت ماریشس کے امیر امین جواہر صاحب نے ان کا استقبال کیا۔ وہ 11؍دسمبر تک ٹھہریں گے۔ جماعت احمدیہ ماریشس کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوں گے اور کئی لوگوں سے ملیں گے اور پروگراموں میں شامل ہوں گے۔ وہ اپنے قیام کے دوران پرائم منسٹر سے بھی ملیں گے۔

ٹی وی پر خبر نشر ہونے کے ساتھ ساتھ حضور انور کا VIP لاؤنج میں استقبال کا منظر دکھایا گیا۔ امیر صاحب ماریشس کو حضور انور کو پھولوں کا ہار پہناتے ہوئے دکھایا گیا۔ پھر لاؤنج سے باہر آتے ہوئے اور احباب جماعت ماریشس کے استقبال کا منظر بھی دکھایا گیا۔ اسی طرح بچیوں کے استقبالیہ نغمات کا منظر بھی دکھایا گیا۔

ماریشس میں جماعت احمدیہ کا آغاز

ملک ماریشس بحر ہند کا ایک جزیرہ ہے جو مڈغاسکر سے پانچ سو میل کے فاصلہ پر مشرقی جانب واقع ہے۔ اس جزیرہ کی لمبائی 61 کلومیٹر، چوڑائی 47 کلومیٹر اور رقبہ 2041 مربع کلومیٹر ہے۔ ملک کا دارالحکومت پورٹ لوئی (Port Louis) ہے۔ اس ملک کو دنیا کا کنارہ بھی کہا جاتا ہے۔

اس ملک میں احمدیت کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے دور مبارک میں ہوا۔ 1912ء میں مکرم نور محمد نورویا صاحب نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے مطالعہ سے احمدیت قبول کی اور اس طرح اس ملک کے پہلے احمدی ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ موصوف ایک سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ پھر ان کی تبلیغ سے سکول کے ایک اور استاد محمد عظیم سلطان غوث صاحب نے 1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی خدمت میں خط تحریر کر کے احمدیت قبول کر لی۔ آپ ماریشس میں احمدیت سے مشرف ہونے والے دوسرے فرد تھے۔ پھر اس کے بعد احمدیت میں داخل ہونے والوں کا سلسلہ آگے بڑھا۔ نور محمد نورویا صاحب کی فیملی نے بھی احمدیت قبول کر لی۔

1915ء میں ماریشس کے ان احمدی احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی خدمت میں مبلغ بھجوانے کی درخواست کی۔ حضرت مصلح موعود ؓ نے حضرت صوفی غلام محمد صاحب ؓ کا تقرر ماریشس کے لئے پہلے مبلغ کے طور پر فرمایا۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کے 313 اصحاب میں شامل ہیں۔

حضرت صوفی غلام محمد صاحب ؓ 15؍جون 1915ء کو ماریشس کی بندرگاہ Port Louis پہنچے۔ اور چند ماہ تک Rose Hill میں نورویا صاحب کے گھر مقیم رہے۔ اسی گھر سے احمدیت کے نور کی شعاعیں تمام جزیرے میں پھیلنی شروع ہوئیں۔ یہی گھر جماعت کا پہلا ہیڈ کوارٹر تھا۔ پھر آپ نے جلد ہی روز ہل (Rose Hill) میں ایک مکان کرایہ پر حاصل کیا اور باقاعدہ جماعت کا پہلا مشن ہاؤس قائم ہوا۔ آپ 12 سال بعد 16؍مارچ 1927ء کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔ جب آپ نے ماریشس چھوڑا اس وقت احمدیوں کی تعداد 600 تک پہنچ چکی تھی۔

ماریشس کے دوسرے مبلغ حضرت حافظ عبیداللہ صاحب ؓ تھے۔ آپ بھی حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کے صحابی تھے۔ آپ 25؍نومبر 1917ء کو ماریشس پہنچے اور اپنی وفات تک ماریشس میں خدمات سرانجام دیں۔ ماریشس کی پہلی احمدیہ مسجد ''دارالسلام'' 1923ء میں تعمیر کی گئی۔ یہ مسجد لکڑی سے بنائی گئی اور اس کا گنبد ٹین کی چادر سے بنایا گیا۔ 1965ء میں یہ مسجد از سرِ نو پختہ تعمیر کی گئی۔

ماریشس کے ابتدائی مبلغین میں تیسرے مکرم حافظ جمال احمد صاحب ؓ تھے۔ آپ بھی حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ 29؍جولائی 1928ء کو ماریشس پہنچے اور تا وفات یہیں مقیم رہے۔

ماریشس کی سرزمین کو یہ ایک منفرد اور بہت بڑا اعزاز حاصل ہے کہ وہ اوّلین مبلغ جو اس سرزمین پر پہنچے وہ نہ صرف حافظ قرآن تھے بلکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ اس روحانی تعلق کی وجہ سے اس دور تک جو افراد احمدیت سے مشرّف ہوئے وہ سب کے سب تابعین کا درجہ رکھتے ہیں کہ انہوں نے صحابہ حضرت اقدس مسیح موعود ؑ سے علم دین کا فیض پایا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز جماعت ماریشس کے لئے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے اور ان کو سعادتوں میں بڑھائے۔ آمین

29؍نومبر 2005ء بروز منگل:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد دارالسلام روز ہل (Rose Hill) تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صدر مملکت ماریشس سے ملاقات

دس بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور اپنی قیامگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق صدر مملکت ماریشس Sir Anerood Jugnauth سے ملاقات کے لئے سٹیٹ ہاؤس Le Reduit (پورٹ لوئی) کے لئے روانگی ہوئی۔ گیارہ بجے حضور انور سٹیٹ ہاؤس پہنچے جہاں صدر مملکت کے سیکرٹری نے کار کے دروازہ پر حضور انور کو Receive کیا اور صدر کے گارڈ نے حضور انور کو سلوٹ کیا۔ صدر مملکت کی اہلیہ Lady Sarojini Jugnauth نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کا استقبال کیا۔ صدر مملکت کی حضور انور سے یہ ملاقات بڑے ہی خوشگوار ماحول میں قریباً بیس منٹ تک جاری رہی۔ ملکی پریس اور میڈیا کے نمائندے بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

حضور انور نے فرمایا: ماریشس کا یہ جزیرہ ملک بہت خوبصورت اور صاف ستھرا ملک ہے۔ اس پر صدر مملکت نے کہا کہ چونکہ چھوٹا ملک ہے اس لئے صاف ستھرا ہے۔

صدر مملکت نے حضور انور کو بتایا کہ وہ اس سے قبل 13 سال تک ماریشس کے وزیر اعظم رہے ہیں۔ جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ 1993ء میں ماریشس تشریف لائے تھے تو اس وقت وہ وزیر اعظم تھے۔ انہوں نے اور ان کی بیگم نے حضورؒ سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا اور بتایا کہ حضور کے ساتھ ہماری تصویر آج بھی ہمارے گھر میں آویزاں ہے۔

صدر مملکت نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے سفر کے بارہ میں پوچھا۔ حضور نے فرمایا کہ گیارہ گھنٹے سے زائدہ کا یہ سفر تھا اور لمبی فلائٹ تھی۔ لندن قیام کے بارہ میں ذکر ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ جماعت کے خلاف پاکستان کا قانون ایسا ہے کہ خلیفہ وقت وہاں قیام نہیں کر سکتا۔ نہ احمدیوں کو خطاب کر سکتا ہے اور نہ اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکتا ہے۔ اس لئے اس قانون کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان سے ہجرت کی اور اب خود حضور انور بھی منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد لندن میں مقیم ہیں۔ پاکستان میں جماعت کے موجودہ حالات کے تعلق میں واقعہ مونگ (منڈی بہاؤ الدین) کا بھی ذکر ہوا کہ کس طرح نماز ادا کرتے ہوئے مخالفین نے ان نہتے احمدیوں پر فائر کھول دیا۔ آٹھ احمدی شہید ہوئے اور بیس سے زائد زخمی ہوئے۔ صدر مملکت نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ غلط ہے۔ مذہب میں جبر نہیں ہے۔ کسی کا کوئی حق نہیں کہ دوسرے پر زیادتی کرے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے مخالفین جو ہمیں سمجھتے ہیں بے شک سمجھیں، جو چاہیں ہمیں سمجھیں لیکن جو ہم اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور جس اسلامی تعلیم پر ہم عمل پیرا ہیں اس سے روکنے کا ان کو کوئی حق نہیں۔ زبردستی، جبر کر کے، گن پوائنٹ کے زور پر انہیں ہمیں روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

صدر مملکت نے اس کی پوری تائید کی اور ماریشس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ یہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے آباد ہیں اور سب اپنے اپنے مذہب میں آزاد ہیں۔ کسی مذہب کے ماننے والوں کو دوسرے پر جبر اور زیادتی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے مذہب میں آزاد ہے۔ کسی کا حق اُس سے چھینا نہیں جا سکتا۔

حضور انور نے فرمایا اس مخالفت کے باوجود جماعت احمدیہ نے غیر معمولی ترقی کی ہے۔ 1984ء میں جب یہ ظالمانہ آرڈیننس نافذ ہوا تھا۔ جماعت دنیا کے 75 ممالک میں تھی اور اب اللہ کے فضل سے 181 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ بڑی تعداد میں مساجد اور مشن ہاؤسز بنے ہیں۔ بہرحال اس آرڈیننس اور مخالفت کے باوجود ہم مسلسل بڑھ رہے ہیں۔

ماریشس میں بھی بعض گروپس کی طرف سے جماعت کی مخالفت کا ذکر ہوا۔ تو اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بندوں کی بجائے خدا تعالیٰ کا خوف رکھنا چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

صدر مملکت کے 13 سال وزارت عظمیٰ کے دور میں ملک کی غیر معمولی ترقی کا بھی ذکر ہوا اور صدر نے ملک میں انتظامی سیٹ اَپ کی تفصیل بیان کی۔ صدر مملکت کے استفسار پر حضور نے فرمایا کہ گزشتہ اڑھائی سال سے مَیں نے مختلف ممالک کے سفر کئے ہیں تا کہ اپنی جماعت کے احباب سے ملوں، ان کے مسائل دیکھوں، ان کی ضروریات کا جائزہ لوں اور مزید آگے بڑھنے کے پروگرام بنائے جائیں۔

صدر مملکت کی حضور انور سے ملاقات کے دوران حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا صدر مملکت کی اہلیہ Lady Sarojini Jugnauth کے ساتھ مختلف امور پر گفتگو فرماتی رہیں۔

ملاقات کے آخر پر صدر مملکت نے اپنے سیکرٹری کو ہدایت کی کہ کیمرہ مین کو اندر بلائیں۔ اس موقع پر تصاویر بنائی گئیں۔ MTA کی ٹیم نے بھی تصاویر اور ویڈیوز بنائیں۔ حضور انور نے صدر مملکت کو شیلڈ پیش کی جس پر صدر مملکت نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔

جزیرہ ماریشس کو دنیا کا کنارہ کہا جاتا ہے۔ سٹیٹ ہاؤس کے انتہائی وسیع و عریض لان کے ایک کونہ پر علامتی طور پر ایک جگہ مخصوص کی گئی ہے جس کے نیچے گہرائی میں دریا بہہ رہا ہے۔ اس جگہ کو دنیا کے کنارہ (End of the World) کا نام دیا گیا ہے۔

صدر مملکت سے ملاقات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس جگہ پر تشریف لے گئے اور وہاں کچھ دیر کے لئے ٹھہرے۔ حضور انور نے امیر صاحب ماریشس اور منتظمین سے دریافت فرمایا کہ کس حیثیت سے اس جگہ کو دنیا کے کنارہ کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔ جس پر منتظمین نے بتایا کہ فرنچ نے اپنے دور حکومت میں ماریشس کو دنیا کے کنارہ کا نام دیا اور اس مخصوص جگہ کو کنارے کے طور پر چنا تھا۔

اس جگہ کے وزٹ کے بعد بارہ بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سٹیٹ ہاؤس سے واپس روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت بھی گارڈ نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو سلوٹ کیا۔ صدر مملکت کی اہلیہ حضرت بیگم صاحبہ کو گاڑی تک روانہ کرنے آئیں۔

Pailles کے قبرستان کا وزٹ

یہاں سے روانہ ہو کر حضور انور Port Louis کی مضافاتی بستی Pailles کے قبرستان تشریف لے گئے۔ اس قبرستان میں حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کے ایک صحابی حضرت حافظ عبیداللہ صاحب ؓ مدفون ہیں۔ آپ بطور مبلغ 25؍نومبر 1917ء کو ماریشس پہنچے اور اپنی وفات تک یہیں مقیم رہے۔ آپ نے 32 سال کی عمر میں 4؍دسمبر 1923ء کو وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت حافظ عبیداللہ صاحب ؓ کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔

خلافت ثانیہ کے دور میں بیرون ہندوستان شہادت کا رتبہ پانے والے آپ پہلے فرد تھے۔ حضرت مصلح موعود ؓ کو آپ کی اس وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ وفات کے چند دن بعد 7؍دسمبر 1923ء کو خطبہ جمعہ کے دوران حضورؓ نے آپؓ کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرمایا:

''مولوی عبیداللہ ہمارے ملک میں سے تھا۔ جس نے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ دین کے لئے زندگی وقف کرنا اور پھر اس عہد کو نباہنا دونوں باتوں کو جانتا تھا۔ ہماری جماعت میں پہلے شہید حضرت سید عبداللطیف ؓ تھے یا دوسرے۔ کہ اس سے پہلے ان کے ایک شاگرد شہید ہوئے تھے۔ مگر وہ ہندوستان کے نہ تھے بلکہ ہندوستان سے باہر کے تھے۔ ہندوستان میں سے شہادت کا پہلا موقعہ عبیداللہ کو ملا۔ ہمیں اس کی موت پر فخر ہے تو اس کے ساتھ ہی صدمہ بھی ہے کہ ہم میں سے ایک نیک اور پاک روح جو خدا کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف تھی جدا ہو گئی''۔

نیز حضورؓ نے فرمایا: ''مَیں نے اور خوبیوں کے علاوہ اس میں ایک خاص خوبی پائی تھی اور اس خوبی کو اس کی موت نے اور زیادہ نمایاں کر دیا ہے، وہ یہ تھی کہ اس نے دین کے لئے زندگی وقف کرنے کا جو عہد کیا تھا اس کو نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ نبھایا۔ اور اخیر وقت تک کسی قسم کی شکایت یا تکلیف کے اظہار کا ایک لفظ بھی اس کے منہ سے نہ نکلا............ اس لمبے عرصہ میں اس عزیز نے کبھی اپنے کسی خط میں کسی امر کی شکایت اشارۃً یا کنایۃً نہیں لکھی۔ اور مَیں نے کبھی اس کے خط سے محسوس نہیں کیا تھا کہ اس کو کوئی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ یا اس کو اپنے عزیز و اقارب یاد آتے ہیں''۔

Pailles جماعت کا وزٹ

حضرت حافظ عبیداللہ صاحبؓ کی قبر پر دعا کے بعد حضور انور مقامی جماعت Pailles کی احمدیہ مسجد ''نور'' میں تشریف لے گئے جہاں احباب جماعت مرد و خواتین اور بچے جمع تھے۔ بچے دعائیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔ حضور انور نے مسجد کا معائنہ فرمایا اور احباب جماعت کو اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے اور انہیں السلام علیکم کہا۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ جماعت Pailles کا مرکزی مسجد اور مشن ہاؤس Rose Hill سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

Trefles جماعت کا وزٹ

یہاں کے پروگرام سے فارغ ہو کر بارہ بج کر پچیس

منٹ پر یہاں سے 12 کلومیٹر آگے جماعت Trefles کے لئے روانگی ہوئی۔ پونے ایک بجے حضور انور Trefles پہنچے اور جماعت کی مسجد "بیت الذکر" کا معائنہ فرمایا۔ یہاں بھی حضور انور کی آمد پر بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ احباب جماعت نے ہاتھ ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور صدر صاحب Trefles سے مسجد کی تعمیر کے بارہ میں گفتگو فرمائی۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1993ء میں اپنے دورہ ماریشس کے دوران رکھا تھا۔ مسجد کی تعمیر 2001ء میں مکمل ہوئی ہے۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ کی طرف بھی تشریف لے گئے اور انہیں شرف زیارت بخشا۔

مقامی جماعت نے مسجد کے برآمدے میں ایک تصویری نمائش کا اہتمام بھی کیا تھا۔ حضور انور نے یہ تصاویر ملاحظہ فرمائیں۔

سٹینلے (Stanley) جماعت کا وزٹ

بارہ بج کر پچاس منٹ پر یہاں سے آگے جماعت Stanley کے لئے روانگی ہوئی۔ Stanley کا قصبہ Trefles سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بارہ بج کر 55 منٹ پر حضور انور Stanley پہنچے اور یہاں "احمدیہ مسجد عثمان" کا معائنہ فرمایا۔ اس مسجد کا قطعہ زمین ایک مخلص احمدی خاتون مسز سلیمہ سوکیہ صاحبہ نے اپنے خاندان کی طرف سے جماعت کو دیا ہے۔ یہاں ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر 2001ء میں مکمل ہوئی ہے۔ حضور انور نے صدر صاحب جماعت سٹینلے سے مسجد کی توسیع کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس موقع پر مقامی جماعت کے احباب مسجد میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور احباب جماعت کو السلام علیکم کہا اور حال دریافت فرمایا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے مستورات کے حصہ میں بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

سٹینلے قصبہ سے روز ہل شہر کا فاصلہ تین کلومیٹر ہے۔ یہاں کے پروگرام سے فارغ ہو کر حضور انور ایک بج کر دس منٹ پر واپس روز ہل اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔ جہاں سے ایک بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد 'دارالسلام۔ روز ہل' میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ تشریف لے گئے۔

وائس پریذیڈنٹ ماریشس سے ملاقات

پروگرام کے مطابق آج ماریشس کے وائس پریذیڈنٹ H.E.Raouf Bundhun سے ملاقات کا پروگرام طے تھا۔ دو بج کر پچیس منٹ پر حضور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور Quatre Bornes شہر کے لئے روانگی ہوئی۔ تین بج کر دس منٹ پر حضور وائس پریذیڈنٹ ہاؤس Sodnac پہنچے جہاں وائس پریذیڈنٹ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بڑے ہی دوستانہ اور خوشگوار ماحول میں یہ ملاقات شروع ہوئی جو نصف گھنٹہ سے زائد تک جاری رہی۔

وائس پریذیڈنٹ نے بعض نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے دہشتگردی اور خودکش حملوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب ظلم ہے اور اس سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ یہ لوگ بے گناہ معصوم بچوں، عورتوں اور مردوں کو مارتے ہیں حالانکہ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ حضور انور نے جہاد کے بارہ میں اسلامی تعلیم اور جہاد کا صحیح تصور پیش فرمایا کہ اصل جہاد تو اپنے نفس کے خلاف برائیوں کے خلاف جہاد ہے۔ اسلام تو امن قائم کرنا چاہتا ہے۔

وائس پریذیڈنٹ نے حضور انور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ عالمی لیڈر ہیں آپ اس حیثیت میں ہیں کہ دنیا کو بتائیں کہ اصل اور حقیقی اسلامی تعلیم کیا ہے اور جہاد کا اصل تصور کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اپنے دوروں کے دوران لیڈروں کے سامنے یہ سب باتیں پیش کی جاتی ہیں اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے انہیں آگاہ کیا جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ سکینڈے نیوین ممالک کے دورہ میں چرچ والوں نے بھی حضور انور کو مدعو کیا تھا۔ ان سے بھی اس موضوع پر بات ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ابھی دو تین ہفتے قبل ہارٹلے پول میں ہماری مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔ تقریب میں غیر مسلم مہمان آئے۔ اس علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ بھی تھے۔ حضور انور کے خطاب کے بعد ایک ممبر پارلیمنٹ حضور انور کے پاس آئے اور بتایا کہ آج تک میں سمجھتا تھا کہ مجھے اسلام کا علم ہے۔ لیکن آج آپ کا خطاب سن کر میں کہتا ہوں کہ آج مجھے اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے۔

وائس پریذیڈنٹ نے لندن میں اور پھر اُردن (Jorden) میں ہونے والے بم دھماکوں کا ذکر کر کے بتایا کہ یہ دھماکے کرنے والے اسلام کے نام پر دھبہ ہیں۔ معصوم لوگوں کو مارا گیا ہے۔ وائس پریذیڈنٹ نے بتایا کہ ماریشس میں سب مذاہب کے ماننے والے آزادانہ ماحول میں رہ رہے ہیں۔ ماریشس Multi-Cultural اور Multi-Racial سوسائٹی ہے جہاں ہر شخص اپنے مذہب کے مطابق تبلیغ کر سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری خواہش اور دعا ہے کہ ماریشس کا ہر مسلمان بھی انہی لائنوں پر سوچے جن پر آپ سوچتے ہیں اور وہ بھی آپ کی طرح ہو جائے۔

وائس پریذیڈنٹ نے اپنی ذمہ داریوں کے بارہ میں بھی بتایا۔ وائس پریذیڈنٹ کی طرف سے حضور انور کے وفد کے ممبران کو چائے وغیرہ پیش کی گئی۔ آخر پر وائس پریذیڈنٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ حضور انور نے موصوف کو ایک شیلڈ پیش کی۔ وائس پریذیڈنٹ نے بھی حضور انور کی خدمت میں ایک سوونیئر پیش کیا۔

وائس پریذیڈنٹ سے اس ملاقات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ روز ہل تشریف لے آئے۔

فیملی ملاقاتیں

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 'مسجد دارالسلام، روز ہل' تشریف لائے جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ جزیرہ ماریشس کی آٹھ جماعتوں Quatre، Curepipe، t.Pierre، Phoenix، Stanley، Trefles، Pailles، Bornes اور Montagne Blanche سے آنے والی 32 فیملیز کے 330 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ آٹھ بج کر 35 منٹ پر حضور انور نے مسجد دارالسلام روز ہل میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

میڈیا کوریج

آج ملک کے نیشنل اخبار "Le Mauricien" نے اپنی 29/نومبر کی اشاعت میں "خلیفہ مسرور احمد۔ ماریشس میں" کے عنوان سے حضور انور کی ماریشس میں آمد کی خبر شائع کی اور اس خبر کے ساتھ حضور انور اور جماعت کا مختصر تعارف بھی شائع کیا۔ اخبار نے لکھا کہ:

"حضرت مرزا مسرور احمد جو جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ ہیں مورخہ 28/ نومبر کو ماریشس پہنچے ہیں اور وہ 11/دسمبر 2005ء تک ماریشس میں قیام کریں گے۔ اس دوران وہ جماعت ماریشس کے 44ویں جلسہ سالانہ میں شامل ہوں گے۔ یہ جلسہ 2/ سے 4/دسمبر 2005ء تک منعقد ہوگا۔

حضرت مرزا مسرور احمد، حضرت مرزا طاہر احمد کی وفات کے بعد اپریل 2003ء میں جماعت کے پانچویں خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ جماعت احمدیہ 178 ممالک میں موجود ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد 15/دسمبر 1950ء میں پاکستان میں پیدا ہوئے۔ آپ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد کے پڑپوتے ہیں۔

اخبار نے مزید لکھا کہ آپ نے 1976ء میں فیصل آباد ایگریکلچرل یونیورسٹی سے Agricultural Science میں ماسٹر کیا۔ آپ غانا بھی تشریف لے گئے اور احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا کے پرنسپل کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ 1985ء میں آپ واپس پاکستان تشریف لائے اور جماعت کے مرکز میں فنانشل سیکرٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ بعدازاں آپ جماعت احمدیہ پاکستان کی سنٹرل ایڈمنسٹریشن کے ہیڈ مقرر ہوئے۔ اس دوران 1999ء میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف آرڈیننس کی وجہ سے آپ قید بھی ہوئے"۔

جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے اس اخبار نے لکھا کہ:

"یہ جماعت احمدیہ پنجاب انڈیا کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان میں وجود میں آئی۔ اس جماعت کا پیغام ہے امن، بھائی چارہ اور ایک خدا کی اطاعت۔

بانی جماعت احمدیہ نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جس کا انتظار سب بڑے مذاہب کر رہے ہیں۔ اور آپ نے مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کیا جس کا سب مسلمان انتظار کر رہے ہیں۔

ایک صدی میں جماعت دنیا کے ہر کونے میں پھیل گئی جیسا کہ ماریشس میں بھی۔ یہ جماعت سماجی ترقی صحت اور تعلیمی میدان میں خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ احمدی لوگ امن اور قانون کی پابندی کرنے کی وجہ سے الگ نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ بھائی چارے کی فضا کو معاشرے میں قائم کرتے ہیں اور ہر قسم کے فساد اور فتنہ کے خلاف ہیں"۔

ماریشس کے اس نیشنل اخبار "Le Mauricien" کی سرکولیشن ملک بھر میں ہوتی ہے۔ اس طرح حضور انور کی ماریشس میں آمد کی خبر جس طرح نیشنل ٹیلی ویژن کے ذریعہ ملک بھر میں پہنچی وہاں ملک کے نیشنل اخبار کے ذریعہ بھی حضور انور کی آمد کی خبر تفصیل کے ساتھ ملک بھر میں پہنچی۔ الحمدللہ علی ذلک۔

30/نومبر 2005ء بروز بدھ:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد دارالسلام روز ہل (Rose Hill) تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

فیملی ملاقاتیں

صبح حضور انور مختلف دفتر امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔ ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے مسجد دارالسلام تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ دوپہر دو بجے تک جاری رہا۔ آج ماریشس کی چھ جماعتوں Quatre Bornes، Phoenix، urepipe، St.Pierre، Triolet، RoseHill سے آنے والی 32 فیملیز کے 323 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ اور ان سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ملاقاتوں کے بعد دو بج کر دس منٹ پر حضور انور نے مسجد دارالسلام روز ہل میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

Quareier Militaire جماعت کا وزٹ

آج بعد از سہ پہر ماریشس کی مختلف جماعتوں اور ان کی مساجد کے وزٹ کا پروگرام تھا۔ چار بج کر 55 منٹ پر حضور انور جماعت Quareier Militaire کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ جماعت روز ہل شہر سے 15 کلومیٹر کے فاصلہ پر مشرق کی طرف واقع ہے۔ پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور اس جماعت میں پہنچے جہاں اس علاقہ کے احباب جماعت نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور صدر جماعت نے حضور انور کو پھولوں کا ہار پہنایا۔

حضور انور نے اس علاقہ میں تعمیر ہونے والی "مسجد طاہر" کا معائنہ فرمایا۔ اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے پہلے دورہ ماریشس کے دوران 18 ستمبر 1988ء کو فرمایا تھا۔

اس مسجد کے ساتھ ملحقہ خالی جگہ بھی جماعت کی ملکیت ہے۔ حضور انور نے صدر صاحب جماعت سے اس جگہ کے بارہ میں دریافت فرمایا اور تعمیر کے مزید پروگرام کے بارہ میں استفسار فرمایا۔

حضور انور کچھ دیر کے لئے لجنہ کی طرف بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

ماریشس کی جماعت Montagne Blanche کے علاقہ میں ایک علیحدہ مقبرہ موصیان کے قیام کی توفیق ملی ہے۔ حضور انور Quareier Militaire کے وزٹ کے بعد اس مقبرہ موصیان کے وزٹ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس مقبرہ موصیان کا جماعت کے مرکز دارالسلام روز ہل سے فاصلہ 22 کلومیٹر ہے۔ یہاں بھی اس علاقہ کے احباب جماعت حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ حضور انور نے منتظمین سے اس قطع زمین کے رقبہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس مقبرہ کو باقاعدہ بلاکس بنا کر مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور بلاکس کے درمیان چلنے کے لئے راستے بنائے گئے ہیں۔ یہاں درخت اور پھول وغیرہ بھی لگائے گئے ہیں۔

اس مقبرہ کے قیام سے پہلے موصی احباب مختلف

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

قبرستانوں میں دفن ہوتے تھے۔ اب اس مقبرہ کے قیام کے بعد فوت ہونے والی ایک موصیہ خاتون بشریٰ سلطان غوث صاحبہ یہاں دفن ہیں۔ اس لحاظ سے یہ پہلی موصیہ ہیں جو یہاں دفن ہوئی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔

اس کے بعد حضور انور نے اس مقبرہ کے احاطہ میں ایک پودا لگایا بعد ازاں حضرت بیگم صاحب مدظلہا نے بھی ایک پودا لگایا۔

Montagne Blanche جماعت کا وزٹ

اس کے بعد یہاں سے آگے Montagne Blanche جماعت کے وزٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ ماریشس کی جماعتوں میں سے سب سے پرانی جماعت ہے۔ 1935ء میں اس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ پانچ بج کر پچپن منٹ پر حضور انور اس جماعت کے سنٹر ''مسجد مبارک'' پہنچے تو یہاں کی مقامی جماعت نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس سنٹر کو جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا تھا۔ حضور انور نے مسجد کا معائنہ فرمایا اور خواتین کے حصہ کی طرف بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ اس سنٹر میں ملٹی پرپز ہال بھی تعمیر کیا گیا ہے جس کے ایک علیحدہ حصہ میں بچوں کی تعلیمی وتربیتی کلاسز منعقد کی جاتی ہیں۔ جب ایک دوسرے بڑے اور کھلے حصہ میں اِن ڈور کھیلوں کا انتظام ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت امیر صاحب ماریشس کے ساتھ ٹیبل ٹینس کھیلا۔ بعد میں ایک طرف خدام باری باری آتے رہے اور اپنے پیارے آقا کے ساتھ ایک ایک آدھ آدھ منٹ کے لئے کھیل میں حصہ لیتے رہے۔ اس طرح قریباً بیس سے زائد خدام نے حضور انور کے ساتھ کھیلنے کی سعادت حاصل کی۔ سبھی اپنی اس خوش نصیبی اور خوش بختی پر بیحد خوش تھے جس کا اظہار ان کے خوشی سے تمتماتے ہوئے چہروں سے ہو رہا تھا۔ حضور نے ازراہ شفقت انہیں فرمایا کہ آپ تو پرانے کھلاڑی ہیں۔

Saint Pierre کے قبرستان کا وزٹ

یہاں سے چھ بج کر دس منٹ پر Saint Pierre کے قبرستان کے لئے روانگی ہوئی۔ پندرہ منٹ کے سفر کے بعد چھ بج کر پچیس منٹ پر اس قبرستان پہنچے۔ یہاں ہندوستان سے ماریشس میں آنے والے ایک ابتدائی مبلغ مکرم حافظ جمال احمد صاحب رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حافظ جمال احمد صاحبؓ کی قبر پر تشریف لے گئے اور لمبی دعا کی۔

مکرم حافظ احسان سکندر صاحب (حال مبلغ فرانس) کی اہلیہ مرحومہ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر بھی تشریف لے گئے اور دعا کی۔

مکرم حافظ جمال احمد صاحبؓ بطور مبلغ سلسلہ 29/جولائی 1928ء کو ماریشس پہنچے۔ روانگی سے قبل آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر اجازت مرحمت فرمائی کہ ساری زندگی وہیں گزارنی ہوگی۔ واپس آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ حضرت حافظ صاحب نے یہ شرط بھی تسلیم کرلی۔ آپ نے نہایت درجہ فدائیت اور اخلاص کے ساتھ 21 سال تک ماریشس میں خدمات سلسلہ کی توفیق پائی۔ اور اس میدان جہاد میں 27/دسمبر 1947ء کو اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔

حافظ جمال احمد صاحب دوسرے مبلغ سلسلہ ہیں جنہوں نے ماریشس میں اپنے فرائض کی بجا آوری کے دوران وفات پائی اور پھر یہیں مدفون ہوئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 30/دسمبر 1949ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت حافظ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''حافظ جمال احمد صاحب کی وفات اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ جب حافظ صاحب کو تبلیغ کے لئے ماریشس روانہ کیا گیا تو جماعت کی مالی حالت نہایت کمزور تھی۔ روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے درخواست کی کہ انہیں بیوی اور بچوں کو بھی ساتھ لے جانے کی اجازت دی جائے کیونکہ ان کے خاندانی حالت اس کے متقضی تھے ان کی یہ درخواست منظور تو کرلی گئی مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ زندگی بھر اپنے وطن واپس نہیں آئیں گے۔

کافی مدت ماریشس میں رہنے کے بعد جب کبھی انہوں نے بچوں کی شادی کے لئے وطن آنے کی خواہش کی تو ان کو اجازت نہیں دی گئی لیکن ربوہ کے قیام پر ان کو اجازت دے دی گئی تاکہ وہ نئے مرکز کی زیارت کرسکیں۔ لیکن تقدیر الٰہی دیکھئے کہ وہ پاکستان روانہ ہونے سے پیشتر ہی ماریشس میں وفات پا گئے۔ گویا اس طرح ان کا وہ عہد کہ وہ زندگی بھر اپنے وطن کا منہ نہ دیکھیں گے پورا ہو گیا''۔

نیز حضورؓ نے فرمایا: ''وہ زمین مبارک ہے جس میں ایسا اولوالعزم اور پارسا انسان مدفون ہوا''۔

Saint Pierre جماعت کا وزٹ

قبرستان میں دعا سے فارغ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت Saint Pierre کے وزٹ کے لئے روانہ ہوئے۔

Saint Pierre جماعت بھی ماریشس کی ابتدائی اور قدیم جماعتوں میں سے ہے۔ اس علاقہ میں احمدیت کا قیام حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ فروری 1917ء میں ہوا جب یہاں بھنّوں خاندان کے آٹھ بھائیوں پر مشتمل آٹھ گھرانوں کے 80 افراد نے احمدیت قبول کی۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں جماعت کے مرکز ''مسجد رضوان'' پہنچے تو احباب جماعت نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بچیوں نے استقبالیہ دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور نے مسجد رضوان کا معائنہ فرمایا اور کچھ دیر خواتین کے حصہ کی طرف بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

مسجد رضوان کی ابتدائی تعمیر 1943ء میں ہوئی تھی۔ پھر اس کی دوبارہ پختہ تعمیر 1994ء میں ہوئی۔ اب اس مسجد کی بالائی منزل پر ایک ملٹی پرپز ہال تعمیر کیا گیا ہے جس کا حضور انور ایدہ اللہ نے افتتاح فرمایا۔ اور دعا کروائی۔

جماعت Gentilly کا وزٹ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے چند کلومیٹر فاصلہ پر واقع جماعت Gentilly کے وزٹ کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ جماعت بھی ماریشس کی پرانی جماعتوں میں سے ہے۔ یہ جماعت 1935ء میں حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ یہاں بھی ایک خوبصورت مسجد ''مسجد طارق'' کے نام سے موجود ہے۔ حضور انور نے اس مسجد کا معائنہ فرمایا اور یہاں جماعت کی تجنید کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

نیشنل مجلس عاملہ

لجنہ اماء اللہ ماریشس کے ساتھ میٹنگ

مسجد اور جماعت کے وزٹ سے فارغ ہو کر چھ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور واپس Rose Hill پہنچے۔ جہاں پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ ماریشس کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی پھر مجلس عاملہ کی تمام ممبرات سے باری باری ان کے شعبوں اور کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔ اور آئندہ کے پروگراموں، منصوبہ بندی اور لائحہ عمل کے بارہ میں رہنمائی فرمائی۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ ماریشس کے ساتھ یہ میٹنگ رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد حضور انور نے مسجد دارالسلام روز ہل میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

یکم دسمبر 2005ء بروز جمعرات:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد دارالسلام روز ہل (Rose Hill) تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح اور بعد دوپہر حضور انور مختلف دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔ ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے مسجد دارالسلام روز ہل تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے ''دارالسلام مرکز'' کے بعض حصوں کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں بھی تشریف لے گئے۔

دارالسلام مشن ہاؤس کا معائنہ

دارالسلام مرکز کے لئے یہ قطعہ زمین 21-1920ء میں خریدا گیا تھا۔ جب یہاں کے پہلے مبلغ سلسلہ حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی مسجد بنانے کے سلسلہ میں احمدی احباب سے رابطہ کرنے کی غرض سے نکلے تو آپ سب سے پہلے مکرم صدر علی صاحب کے پاس گئے اور ان سے مسجد کے قیام کا ذکر کیا تو موصوف نے اس نیک کام میں سبقت دکھائی اور اسی وقت دوسو روپے کا چیک مسجد کے لئے پلاٹ خریدنے کے لئے دے دیا۔ اس سے اگلے روز اس رقم سے روز ہل کے ایک چوک میں ایک مناسب اور موزوں پلاٹ خرید لیا گیا۔ یہ پلاٹ ایک چینی آدمی کا تھا جس نے اس پلاٹ پر اپنے جانور رکھے ہوئے تھے۔ پلاٹ خریدنے کے بعد 1923ء میں یہاں لکڑی کی مسجد بنائی گئی۔ اس کا نام مسجد دارالسلام رکھا گیا۔ بعد میں اس مسجد میں توسیع ہوتی رہی۔ 1965ء میں موجودہ مسجد از سرنو پختہ تعمیر کی گئی۔

جلسہ گاہ کے انتظامات کا معائنہ

مشن ہاؤس کا معائنہ کرنے کے بعد یہاں سے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ کے انتظامات کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔

مسجد دارالسلام سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر Rose Hill کے مضافاتی علاقہ Trianon میں جماعت نے جلسہ کے انعقاد کے لئے جگہ حاصل کی ہے۔ یہ جگہ ماریشس فٹبال ایسوسی ایشن کی ملکیت ہے۔ یہاں ایک پختہ عمارت اور ہالز کے علاوہ وسیع وعریض گراؤنڈ بھی ہیں۔

چھ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ پہنچے۔ مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کے لئے مارکی لگائی گئی تھیں۔ حضور انور نے ان دونوں جگہوں کا معائنہ فرمایا اور افسر جلسہ سالانہ حفیظ سوکیہ صاحب سے دریافت فرمایا کہ ان مارکیز میں کتنے لوگوں کی گنجائش ہے، کتنے لوگ آرہے ہیں اور کتنی خواتین شامل ہو رہی ہیں۔

مردانہ مارکی میں MTA کی ٹیم اپنا سیٹ اَپ کر رہی تھی۔ حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ MTA کی Live Coverage کے لئے آج جو سگنل چیک ہونا تھا وہ ہو گیا ہے؟ جس پر حضور انور ایدہ اللہ کو بتایا گیا کہ الحمد للہ آج سگنل چیک ہو گیا ہے۔ اور دس منٹ کی نشریات گئی ہیں۔ MTA لندن نے صحیح طور پر سگنل کو Receive کیا ہے۔

ٹرانسلیشن روم کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کن کن زبانوں میں تراجم ہو رہے ہیں۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ انگریزی، فرنچ اور اُردو زبانوں میں تراجم کا انتظام کیا گیا ہے۔

حضور انور نے کھانے کی مارکی اور اشیاء کے سٹور کا بھی معائنہ فرمایا۔ جلسہ گاہ میں ایک تصویری نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ حضور انور نے اس نمائش کا بھی معائنہ فرمایا اور بعض تصاویر کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے کتب کی نمائش دیکھی۔ شرائط بیعت کے فرنچ ترجمہ کے بارہ میں امیر صاحب نے بتایا کہ اس کی نظر ثانی مکمل ہو چکی ہے۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب جماعت اور مہمانوں کے لئے جو کارڈ سسٹم ہے اس کا حضور انور نے تفصیل سے جائزہ لیا اور دریافت فرمایا کہ اس کو کس طرح چیک کریں گے؟ منتظمین نے بتایا کہ کار پاک سے جلسہ گاہ میں آنے کے لئے ایک راستہ مخصوص کیا گیا ہے۔ وہاں مشین کے ذریعہ کارڈ چیک ہوں گے۔ کمپیوٹر سسٹم کے تحت تمام احباب جماعت کی مکمل فہرست اور ریکارڈ موجود ہے۔ اس ریکارڈ کے مطابق کارڈز جاری کئے جا رہے ہیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ باقاعدہ اپنی فہرست کو چیک کر کے کارڈ ایشو کریں۔

حضور انور لجنہ کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے جہاں لجنہ کی کارکنات موجود تھیں۔ حضور انور نے لجنہ کے حصہ کے انتظامات کے بارہ میں ان سے بعض امور دریافت فرمائے۔ بیوت الخلاء کی تعداد اور وہاں پانی مہیّا ہونے کے بارہ میں بھی حضور انور نے جائزہ لیا۔

حضور انور نے لنگر خانہ کا بھی معائنہ فرمایا اور لنگر خانہ کے سب کارکنان کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور انور نے جلسہ کے تینوں دنوں کے کھانے کے Menue کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر منتظمین نے حضور انور کو تفصیل سے اپنا پروگرام بتایا اور بتایا کہ وہ پہلا کھانا جمعہ کی شام سے دیں گے جس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جمعہ کی دوپہر کو بھی کھانا رکھیں۔ بعض لوگ گھر سے کھانا کھا کر نہیں آئیں گے اس لئے کھانے کی تیاری رکھیں۔

جلسہ گاہ کے انتظامات کے معائنہ کے بعد اس علاقہ کی میونسپلٹی Quatrabores کے میئر Mr.Appaadoo نے حضور انور کو اپنے علاقہ میں آنے اور جلسہ منعقد کرنے پر خوش آمدید کہا اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ اس علاقہ کے میئر خاص طور پر حضور انور کو یہاں ملنے کے لئے آئے تھے۔ حضور انور نے میئر سے ان کے علاقہ کی آبادی اور مختلف مذاہب کے آباد لوگوں کے تناسب کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ میئر نے جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ان کے علاقہ میں جو مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں وہ سب آزاد ہیں اور کسی مذہب پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہر ایک آزاد ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جس طرح کینیڈا

میں ہے۔میئر نے حضور انور کو ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

معائنہ کے بعد ریفریشمنٹ کا پروگرام تھا۔اس دوران حضور انور نے میئر سے مختلف امور پر گفتگو فرماتے رہے۔

اس کے بعد چھ بج کر پچاس منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں جلسہ کے انتظامات اور شعبوں میں ڈیوٹی دینے والے تمام کارکنان جمع تھے۔تلاوت قرآن کریم اور اس کے کریول زبان میں ترجمہ کے بعد حضور انور نے جلسہ کے کارکنان سے خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

’’عموماً جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے شروع ہونے سے پہلے روایتاً بھی اور ویسے بھی انتظامات کا معائنہ ہوا کرتا ہے تاکہ جلسہ کے انتظامات کا پتہ چل جائے۔اس لئے آج مَیں بھی یہاں حاضر ہوں۔اور آپ سب کارکنان بھی یہاں جمع ہو گئے ہیں‘‘۔

حضور نے فرمایا کہ یہ جلسہ سالانہ اُس جلسہ سالانہ کی متابعت میں منعقد کیا جاتا ہے جس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں انتظام فرمایا تھا۔تو اس لحاظ سے اس جلسہ میں شامل ہونے والے تمام مہمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں۔اس لئے آپ لوگ جو کارکنان ہیں جنہوں نے یہاں کام کرنا ہے کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو ایک احمدی کارکن کو حاصل ہے۔اس لئے ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ آپ نے ہر مہمان کی خدمت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے جذبہ کے تحت کرنی ہے اور اگر کسی مہمان کی طرف سے جلسہ میں شامل ہونے والے کسی فرد کی طرف سے کسی کارکن کو سخت الفاظ سننے پڑیں تو حوصلہ سے برداشت کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا: دوسرے آپ کی جہاں ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں آپ نے ڈیوٹی کو انتہائی ایمانداری سے، ذمہ داری سے ادا کرنا ہے۔اور کبھی یہ نہ ہو کہ کوئی کارکن، کوئی معاون اپنی ڈیوٹی سے غائب ہو اور جب اس کی ضرورت پڑے تو اس کو تلاش کرنا پڑے۔

حضور نے فرمایا: آپ لوگوں میں سے بہتوں کی خواہش ہوگی کہ جلسہ سنیں لیکن اپنی اس خواہش کے باوجود جہاں آپ کی ڈیوٹی ہوگی وہاں آپ نے ادا کرنی ہے۔میری تقریر بھی سننے کی خواہش ہوگی لیکن ڈیوٹی دینے والے کارکن اپنی ڈیوٹی پر موجود رہیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ احسن رنگ میں اپنی ڈیوٹیاں انجام دے سکیں۔

حضور نے فرمایا: ایک اور بات یاد رکھیں کہ جلسہ کے جو کارکنان نمازوں کے اوقات میں ڈیوٹی پر ہوں تو ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد نماز بہر حال ادا کرنی ہے۔اس جلسہ کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے اور خدا کے بندے کو اس کے قریب لانا ہے۔اگر آپ لوگ جو ڈیوٹی دینے والے ہیں اس مقصد کو بھول رہے ہوں گے اور نمازوں کی ادائیگی نہ کر رہے ہوں گے تو پھر آپ کی ڈیوٹی کا کوئی فائدہ نہیں۔اس لئے جو مختلف شعبہ جات کے افسران ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس طرف توجہ دیں کہ ان کے تمام کارکنان نماز ادا کریں۔اگر تین چار کارکنان اکٹھے ہیں تو باجماعت نماز ادا کریں اگر مارکی میں نماز ہو چکی ہے۔

حضور نے اپنے خطاب کے آخر پر فرمایا: خدا تعالیٰ آپ سب کو احسن رنگ میں کام کرنے کی توفیق دے۔یہ چند باتیں تھی جو آپ سے کہنی تھیں۔اللہ کرے کہ آپ کا جلسہ کامیاب ہو۔آمین

اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔بعد ازاں جلسہ گاہ کی اس مردانہ مارکی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:’’...... اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے‘‘۔

الفضل کا مطالعہ ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’خصوصیات سلسلہ کے لحاظ سے یہاں کے اخباروں میں سے دو اخبار الفضل و مصباح کا مطالعہ ضروری ہے۔اس سے نظام سلسلہ کا علم ہوتا ہے۔بعض لوگ اس وجہ سے ان اخباروں کو نہیں پڑھتے کہ ان کے نزدیک ان میں بڑے مشکل اور اونچے مضامین ہوتے ہیں ان کے سمجھنے کی قابلیت ان کے خیال میں ان میں نہیں ہوتی۔اور بعض کے نزدیک ان میں ایسے چھوٹے اور معمولی مضامین ہوتے ہیں کہ وہ اسے پڑھنا فضول خیال کرتے ہیں۔ یہ دونوں خیالات غلط ہیں۔حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کبھی کوئی لائق استاد بھی ملا ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ایک بچے سے زیادہ کوئی نہیں ملا۔اس نے مجھے ایسی نصیحت کی کہ جس کے خیال سے مَیں اب بھی کانپ جاتا ہوں۔اس بچے کو بارش اور کیچڑ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر مَیں نے اسے کہا: میاں کہیں پھسل نہ جانا۔اس نے جواب دیا: امام صاحب! میرے پھسلنے کی فکر نہ کریں اگر مَیں پھسلا تو اس سے صرف میرے کپڑے ہی آلودہ ہوں گے مگر دیکھیں کہ کہیں آپ نہ پھسل جائیں۔آپ کے پھسلنے سے ساری امّت پھسل جائے گی۔پس تکبر مت کرو اور اپنے علم کی بڑائی میں رسائل اور اخبار کو معمولی نہ سمجھو۔ قوم میں وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک خیال بنانے کے لئے ایک قسم کے رسائل کا پڑھنا ضروری ہے‘‘۔

(انوار العلوم جلد ۱۱ صفحہ ۲)

تعارف کتب

نام کتاب: گر توُ برا نہ مانے
مولّف: منور احمد خالد
مقام اشاعت: جرمنی
سن تالیف: مارچ 2005ء
سائز: A5

زیر نظر کتاب مختلف مضامین کا مجموعہ ہے۔اردو ادب میں ایک صنف انشائیہ کے نام سے موسوم ہے۔اس کالم نے حال ہی میں ایک الگ صنف کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ یہ ہوتے دراصل مضامین ہی ہیں مگر مختصر اور وزمرہ زندگی پر قلم برداشتہ اظہارِ خیال۔ بعض ادبی حلقوں نے اسے انشائیہ کا نام بھی دیا ہے۔

منور احمد خالد صاحب کے مضامین کا یہ مجموعہ بھی زندگی کے چہرہ کو قریب سے دیکھنے کے بعد اس کے نقش ونگار پر اظہارِ خیال ہے۔

مصنف جرمنی میں مقیم ہیں مگر ان کے مضامین میں صاف جھلکتا ہے کہ وہ اپنے وطن کو بھولے نہیں۔ کہیں پاکستان کی یادیں ہیں، کہیں اس کے مسائل پر اظہار خیال اور کہیں ان کا حل تجویز کیا جا رہا ہے۔ مشرق کا عدسہ آنکھ سے لگا کر مغرب کو دیکھیں تو کیسا دکھائی دیتا ہے، یہ بھی بعض مضامین سے خوب معلوم ہوتا ہے۔ پھر بعض مضامین سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ احمدی جہاں بھی رہے، جس مرضی قومیت کا ہو، جو مرضی ثقافت اسکے اردگرد دھڑکتی رہے، حالات پرامن ہوں یا اشتعال کا شکار، ایک احمدی ، احمدیت میں زندہ رہتا ہے۔

مصنف کو یورپ میں تبلیغ کا موقع بھی ملا۔ کچھ مضامین ان ممالک کے تعارف پر مشتمل ہیں جہاں مصنف کو اسلام احمدیت کا پیغام پھیلانے کا موقع ملا۔ اس ضمن میں مصنف کے تاثرات یورپ میں تبلیغ کرنے والوں کے لئے رہنمائی کا کام بھی کرتے ہیں۔

ڈائجسٹ تو ہمارے یہاں ایسی روش پر چل نکلے کہ ان کا وقار جاتا رہا۔ ورنہ ڈائجسٹ کا نام ڈائجسٹ اس وجہ سے رکھا گیا تھا کہ اس میں شامل مضامین اختصار کے ساتھ وسیع موضوعات کو پیش کرتے ہیں۔ اس دور میں ہر کوئی وقت کی کمی کا شکار ہے۔ جو کام جلدی ہو جائے وہی مقبول ہوتا ہے۔ مطالعہ کا شوق یا تو جاتا رہا یا اسی رجحان کا شکار ہو گیا۔ ادب نے اس رجحان کا گہرا اثر لیا۔ قرۃ العین حیدر جیسی ممتاز ناول نگار نے بھی آگ کا دریا ایک طرف رکھا اور افسانہ نگاری کی راہ لی۔ یہی وہ موڑ تھا جہاں ڈائجسٹ کا تصور پروان چڑھا۔ زیر نظر کتاب میں بھی بعض مضامین اسی طرز پر لکھے گئے ہیں۔ مصنف نے مطالعہ کے شوق سے جو کچھ کمایا وہ اپنے قاری تک اختصار کے ساتھ، دلچسپ رنگ میں پہنچا دیا۔

کتاب کے آخر پر مصنف کا پتہ درج ہے۔

Mosel Weisser STR-81
56073 Koblenz Germany

یہی اس کتاب کے ملنے کا پتہ بھی ہے۔ رابطہ کیجئے، اور ہلکے پھلکے مضامین سے لطف اندوز ہوں۔

(آصف محمود باسط)

نام کتاب: "Invocations of the Holy Prophet of Islam (PBUH)"
مرتب: کریم اللہ زیروی
ناشر: جماعت احمدیہ، متحدہ ریاست ہائے امریکہ
سن اشاعت: جون، ۲۰۰۵ء
مقام اشاعت: سلور سپرنگ، امریکہ
ملنے کا پتہ:
Ahmadiyya Movement in Islam USA
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905 U.S.A.

زیر نظر کتاب نبی کریم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعاؤں کا مجموعہ اور ان کا انگریزی ترجمہ ہے۔امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تلقین فرمائی ہے کہ دعا اپنی زبان میں بھی مانگی جائے۔ مگر ساتھ ہی ماثورہ دعاؤں کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ انہیں انہی الفاظ میں خدا کے حضور پیش کیا جائے جس طرح محبوبِ خدا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خدائے سمیع کے حضور پیش کیا۔

ہمارے پاس سب سے زبردست ہتھیار دعا ہے۔ قرآن مجید میں مذکور دعاؤں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا خاص مرتبہ ہے۔ یہ اس فانی فی اللہ کی دعائیں ہیں جنہوں نے صدیوں کے مردے زندہ کر دئے، جن سے آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے، گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے، صدیوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔

اس کتاب میں مرتب نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعاؤں کا انتخاب شائع کیا ہے۔

ہر دعا کے بعد مصنف نے اسے transliterate کیا ہے، یعنی انگریزی حروف کی مدد سے اس کا عربی تلفظ بھی بتا دیا ہے۔اس تلفظ کو سمجھنے کے لئے مصنف نے پیش لفظ میں انگریزی زبان کے حروف اور ان کے صوتی استعمال کی وضاحت کر دی ہے۔

احمدی گھرانوں میں اس بات کا ہمیشہ اہتمام ہوتا ہے کہ دعاؤں کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ اُردو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے تراجم تو بکثرت شائع ہوئے، مگر اب جب جماعت خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جغرافیائی حدود کی پابند نہیں رہی، ان دعاؤں کے تراجم کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں دعاؤں کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا گیا ہے۔

یہ کتاب دیدہ زیب زیورِ طباعت سے آراستہ ہے۔ایسی کتب احمدی گھرانوں میں کثرت سے زیر مطالعہ رہتی ہیں۔ پھر بچوں کو بھی انہی کتب کی مدد سے یہ دعائیں یاد کروائی جاتی ہیں۔ مضبوط جلد کے باعث اس کے زیادہ محفوظ رہنے اور یوں زیادہ استفادہ کا باعث بننے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی اچھی، عمدہ، مضبوط جلد میں محفوظ کی گئی ہے۔

کتابت صاف ستھری، نفیس اور کشادہ ہے۔ ایسا کہیں محسوس نہیں ہوتا کہ صفحات کی بچت کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کو سمجھ کر مانگنے کی توفیق دے، اور ان دعاؤں کو ہمارے حق میں بھی قبول فرمائے۔

(آصف محمود باسط)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کا چوبیسواں سال

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ جنوری 2005ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ماموریت کے چوبیسویں سال (1905ء) کے مختصر حالات (مرتبہ: حبیب الرحمٰن زیروی صاحب) شامل اشاعت ہیں۔

☆ 1905ء کا آغاز اس مقدمہ کی فتح کے ساتھ ہوا جو مولوی کرم دین نے آپؑ کے خلاف دائر کر رکھا تھا اور جس میں ماتحت عدالت نے آپ پر پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا تھا۔ عدالت اپیل نے نہ صرف آپؑ کو بری کیا بلکہ جرمانہ بھی واپس دلایا۔

☆ 4/اپریل 1905ء کو حضورؑ کی بعض پیشگوئیوں کے مطابق شمالی ہندوستان میں ایک خطرناک زلزلہ آیا جس کا مرکز ضلع دھرم سالہ کے پہاڑ تھے۔ مگر تباہی صرف دھرم سالہ تک محدود نہیں تھی بلکہ پنجاب کے ایک بہت بڑے علاقہ میں تباہی آئی اور ہزاروں جانیں اور لاکھوں روپے کی جائیداد تباہ ہوگئی۔

☆ 5/مئی 1905ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو ایک رؤیا میں یہ الفاظ دکھلائے گئے۔ ''آہ نادر شاہ کہاں گیا''۔ یہ الفاظ افغان حکومت میں ایک انقلاب کی پیشگوئی پر مشتمل تھے جو 8/دسمبر 1933ء کو پوری شان سے پوری ہوئی۔ چنانچہ 1929ء میں جب امیر امان اللہ خاں والیٔ افغانستان کی حکومت کا تختہ امیر حبیب اللہ خاں نے اُلٹ دیا تو افغانوں نے فرانس سے نادر خاں (1880ء-1933ء) کو بلوا کر تخت حکومت پر بٹھا دیا اور نادر خاں نے اپنے خاندانی اور ملکی لقب ''خان'' کو چھوڑ کر ''شاہ'' کا لقب اختیار کیا اور نادر شاہ کہلانے لگا۔ نادر شاہ 8/نومبر 1933ء کو عین دن کے وقت عبد الخالق نامی ایک شخص کے ہاتھوں مجمع عام میں قتل ہوگیا اور اس طرح الہام لفظ بلفظ پورا ہوا۔

☆ سلسلہ احمدیہ کے دو بزرگوں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت برہان الدین صاحب جہلمیؓ کی وفات کی وجہ سے، جو 1905ء میں ہوئی، جماعت میں ایک خلا محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ علماء تیار کرنے کے لئے ایک دینی درسگاہ کے قیام کی تجویز ہوئی۔ اور مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆ 22/اکتوبر 1905ء کو اتوار کے روز صبح کے وقت حضرت مسیح موعودؑ دہلی کے سفر پر قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ آپ دہلی گئے ہیں تو تمام دروازے بند ہیں۔ پھر دیکھا کہ ان پر قُفل لگے ہوئے ہیں۔ دہلی میں حضورؑ نے چتلی قبر میں الف خاں کے مکان پر قیام فرمایا۔

☆ 24/اکتوبر 1905ء کی صبح حضرت مسیح موعودؑ مردانہ مکان میں تشریف لائے تو دہلی کی سیر کا ذکر درمیان میں آیا۔ آپؑ نے فرمایا: لہو ولعب کے طور پر پھرنا درست نہیں البتہ یہاں بعض بزرگ اولیاء اللہ کی قبریں ہیں۔ ان پر ہم بھی جائیں گے۔ چنانچہ آپؑ بمع خدام گاڑیوں میں سوار ہوکر پہلے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزار پر پہنچے۔ راستہ میں حضرت نے زیارت قبور کے متعلق فرمایا:۔ قبرستان میں ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کے لئے ایک سنت ہے۔ یہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں مسافر ہے آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے۔

4/نومبر 1905ء کی شام کو حضور واپسی کی غرض سے مع خدام دہلی کے اسٹیشن پر پہنچے۔ خواجہ حسن نظامی بھی مشایعت کے لئے پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دہلی کے مقام اور مرتبہ سے متعلق ایک تحریر بھجوائیں۔ حضور نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔

5 نومبر 1905ء کی صبح 11 بجے حضورؑ لدھیانہ پہنچے۔ اُسی شام کو ہی حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کا لدھیانہ میں ایک وعظ ہوا جو بہت ہی پسند کیا گیا۔ 6 نومبر کی صبح کو حضرت اقدس نے کچھ نصائح فرمائیں۔

6 نومبر 1905ء کو ہی حضورؑ نے کئی ہزار کے مجمع میں ایک عام تقریر فرمائی جس میں اسلام کی سچائی اور اس کی موجودہ حالت اور اصلاح کے وسائل کا ذکر فرمایا۔ نیز اپنے دعاوی کے دلائل بھی بیان فرمائے۔ یہ تقریر ساڑھے آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک متواتر تین گھنٹہ تک ہوتی رہی اور لوگ پورے سکون کے ساتھ سنتے رہے۔ اسے لیکچر لدھیانہ کے نام سے شائع کیا گیا۔

حضرت اقدسؑ 8 نومبر کی صبح لدھیانہ سے امرتسر تشریف لائے اور دو روز تک اُس مکان میں قیام فرمایا جہاں 1893ء کے مباحثہ ''جنگ مقدس'' کے دوران ٹھہرے تھے۔ 9 نومبر کی صبح امرتسر میں بھی حضور کی ایک تقریر ہونا قرار پائی۔ 8 بجے کے بعد حضور نے تقریر شروع فرمائی جس میں پہلے یہ بیان فرمایا کہ قریباً چودہ سال پہلے مجھ پر کفر کا فتویٰ دیا گیا اور مولوی عبدالخالق غزنوی نے میرے ساتھ مباہلہ کیا جس کے بعد خدا تعالیٰ نے میری بہت مدد فرمائی۔ تین لاکھ سے زیادہ آج میرے مرید ہیں اور کثرت سے مخلصین میرے ساتھ ہیں۔ مخالفوں کی زبردست کوششوں اور منصوبوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے مجھے کامیاب کیا۔ غرض پون گھنٹہ کے قریب حضور نے تقریر فرمائی۔

10 نومبر 1905ء کو بروز جمعہ، دوپہر بارہ بجے حضورؑ مع خدام قادیان پہنچ گئے جہاں نماز جمعہ باجماعت ادا فرمائی۔

جلد ہی خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایک تحریر اپنی درخواست کی یاددہانی کے لئے حضور کی خدمت میں پہنچی۔ حضورؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

''دہلی میں میرے دل نے اس بات کے لئے جوش مارا کہ وہ ارباب صدق وصفا اور عاشقان حضرت مولیٰ جو میری طرح اس زمین کے باشندوں سے بہت سے جور و جفا دیکھ کر اپنے محبوب حقیقی کو جا ملے ان کے متبرک مزاروں کی زیارت سے اپنے دل کو خوش کرلوں۔ پس میں اس نیت سے حضرت خواجہ شیخ نظام الدین ولی اللہ رضی اللہ عنہ کے مزار متبرک پر گیا اور ایسا ہی دوسرے چند مشائخ کے متبرک مزاروں پر بھی۔ خدا ہم سب کو اپنی رحمت سے معمور کردے۔''

☆ اللہ تعالیٰ نے 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ظاہر فرمایا کہ یہ آخری حصہ زندگی گزر رہا ہے۔ اس پر آپ نے ''الوصیت'' نام سے ایک وصیت لکھ کر شائع فرمائی اور اس میں ان سارے الہامات کو درج کر کے اس بات کو ظاہر کیا کہ اب میری وفات قریب ہے اور آپ نے اپنی تعلیم کا خلاصہ بیان کرکے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ آپ کے بعد آپ کی لائی ہوئی تعلیم پر قائم رہے اور درمیانی ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی سنت اللہ کے ماتحت ضروری ہوتا ہے۔ اور آپ نے لکھا کہ نبیوں کا کام صرف تخم ریزی تک محدود ہوتا ہے۔ پس میرے ذریعہ سے یہ تخم ریزی ہوچکی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر اک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہوجائے گا۔

''الوصیت'' میں حضور نے جماعت کو یہ وصیت بھی فرمائی کہ ''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے''۔

اس کے علاوہ حضور نے خدائی بشارت کے ماتحت ایک مقبرہ کی تجویز بھی کی۔ جس کے متعلق حضور کا منشا تھا کہ اس میں ان صادق الارادت لوگوں کی قبریں ہوں جنہوں نے اپنی زندگی نیکی، تقویٰ اور طہارت میں گزاری ہو اور مالی اور جانی قربانیوں میں ایک شاندار مثال قائم کی ہو اور اس مقبرہ کا نام حضور نے الٰہی منشا کے ماتحت بہشتی مقبرہ رکھا۔

حضور نے اس مقبرہ کے انتظام کے لئے ایک انجمن بھی بنائی جس کا صدر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کو مقرر فرمایا۔ اور اس بات کو لازمی قرار دیا کہ کم ازکم دو ممبر اس انجمن کے عالم دین ہونے چاہئیں۔ اس انجمن کا کام ''بہشتی مقبرہ'' کی آمد کی حفاظت، اسے فروغ دینا اور خرچ کرنا تھا اور اس کا نام ''انجمن کارپردازان مصالح بہشتی مقبرہ'' تجویز فرمایا۔ نیز الوصیت کے ساتھ بطور ضمیمہ درج فرمایا کہ ''مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے''۔

خواجہ کمال الدین صاحب نے مشورہ دیا کہ بہشتی مقبرہ والی انجمن کو قانونی وسعت دے کر دوسرے جماعتی اداروں (مثلاً رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور مدرسہ تعلیم الاسلام وغیرہ) کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا جائے اور اس کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا جائے۔ جماعتی تنظیم کے اعتبار سے یہ ایک معقول اور مفید تجویز تھی اس لئے حضورؑ نے اسے قبول بھی فرمالیا اور اس کے قواعد وضوابط تجویز کر لئے گئے جو ''الحکم'' اور ''بدر'' میں جماعت کی اطلاع کیلئے شائع بھی کر دیئے گئے۔ اس طرح موجودہ صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد پڑی۔

☆ 1905ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو تصانیف تحریر فرمائیں وہ یہ ہیں:

(1) ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' آپؑ نے 1905ء کے ابتدا میں لکھنا شروع کی تھی اور اس کا نام ''نصرت الحق'' بھی رکھا تھا۔ یہ کتاب حضورؑ کے وصال کے بعد 15/اکتوبر 1908ء کو شائع ہوئی۔

(2) رسالہ ''الوصیت''۔

(3) لیکچر لدھیانہ (جو 6 نومبر کو لدھیانہ میں دیا تھا)

(4) 27/دسمبر 1905ء کو نماز ظہر وعصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں حضورؑ نے ایک پُر معارف تقریر فرمائی جو بعد میں ''احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔

☆ 1905ء میں کئی بزرگ وفات پا گئے جن میں حضرت منشی عبدالحمید خان صاحب کپورتھلویؓ، حضرت بابو محمد افضل صاحبؓ ایڈیٹر ''البدر''، حضرت مولوی جمال الدین صاحبؓ سید والہ، نیز حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی بڑی اہلیہ حضرت فاطمہؓ اور اُن کے صاحبزادے عبدالقیوم صاحب بھی اسی سال فوت ہوگئے۔ یوں تو سلسلہ کو ان بزرگوں اور دوستوں کی جدائی کا نقصان پہنچا مگر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ جیسے بلند پایہ علماء کی مفارقت نے تو پوری جماعت کو سوگوار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت 12/ستمبر 1905ء کو ان حوادث کے بارے میں حضورؑ کو الہاماً بتادیا تھا کہ ''دو شہتیر ٹوٹ گئے''۔

مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی ایک نظم بعنوان ''مردان حق'' سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہر امتحان سے ہر ابتلا سے گزرے ہیں
ہر ایک وادیٔ کرب و بلا سے گزرے ہیں
نظر میں رکھی ہیں ہر دم منازل تقویٰ
رہ صراط پہ فضلِ خدا سے گزرے ہیں
نہ دل میں خوف نہ چہرے پہ گردِ حُزن و ملال
کس اطمینان سے دارِ فنا سے گزرے ہیں
وہ جن پہ چل کے ہی ملتی ہے منزل عرفان
انہی مسالک بیم و رجا سے گزرے ہیں

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday December 16 , 2005 | Issue No. 50

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ ماریشس کی مختصر جھلکیاں

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ماریشس پہنچنے پر والہانہ استقبال۔ٹی وی انٹرویو، ٹیلی ویژن اوراخبارات میں کوریج ،صدرمملکت اورنائب صدرمملکت سے ملاقات،

Pailles اور Saint Pierre کے قبرستان کا وزٹ اور وہاں مدفون حضرت عبیداللہ صاحبؓ اورحضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ کی قبروں پردعا۔

Pailles، Trefles، Stanley، Quareier Militaire، Montagne Blanche، Saint Pierre، Gentilly جماعتوں کا وزٹ۔

فیملی ملاقاتیں،نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللّٰہ ماریشس کے ساتھ میٹنگ۔

(جلسہ کے انتظامات کا معائنہ اورجلسہ کے کارکنان سے خطاب میں اہم نصائح)

(رپورٹ :عبدالماجد طاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

27رنومبر 2005 بروزاتوار:

27رنومبر بروزاتوار دوپہر دو بجے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ائرپورٹ روانگی کے لئے اپنی رہائشگاہ واقع مسجد فضل لندن سے باہر تشریف لائے۔حضور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مردوخواتین کی ایک بڑی تعداد مسجد فضل لندن میں جمع تھی۔حضور انور نے اپنا ہاتھ ہلا کرسب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی جس کے بعدائرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

تین بج کر پانچ منٹ پر حضورانورائرپورٹ پہنچے۔ حضورانورکی آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈز کے حصول کی کارروائی مکمل ہوچکی تھی۔ ائرپورٹ پرمکرم امیرصاحب یوکے نے دیگر جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضورانورکوالوداع کہا۔حضورانور نے اپناہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور ائرپورٹ کے اندرتشریف لے گئے۔برٹش ائرپورٹ کے سٹاف کی ایک سینئرممبر نے حضور انورکوائرپورٹ پر Receive کیا اور امیگریشن کی کارروائی مکمل کرواتے ہوئے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو جہاز کے اندرسیٹ تک چھوڑنے آئیں۔

برٹش ائرویز کی پرواز BA123 دوپہر تین بج کر پچپن منٹ پرہیتھروائرپورٹ لندن سے ماریشس کے لئے روانہ ہوئی۔ ساڑھے گیارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد ماریشس کے مقامی وقت کے مطابق اگلے روز28رنومبر صبح سات بج کر پچیس منٹ پر جہاز ماریشس کے "Sir Seewoosagar Ramgoolam" انٹرنیشنل ائرپورٹ پر اترا۔(ماریشس کا وقت لندن سے چار گھنٹے آگے ہے)۔ماریشس کا یہ انٹرنیشنل ائرپورٹ Plain Magnien کےعلاقہ میں سمندر کے کنارے واقع ہے۔

28رنومبر 2005ء بروزسوموار:

جونہی حضورانور جہاز سے باہرتشریف لائے تو جہاز کے دروازہ پرائرپورٹ سٹاف کے ممبران نے حضورانورکو خوش آمدید کہا۔اس کے بعد حضورانور VIP لاؤنج میں تشریف لے آئے۔جہاں مکرم امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے اپنے نائب امراء اور صدر خدام الاحمدیہ اور صدر انصاراللہ کے ساتھ حضورانور کا استقبال کیا اورحضورانورکو پھولوں کا ہار پہنایا۔صدرلجنہ اماء اللہ ماریشس اورامیرصاحب ماریشس کی اہلیہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کوخوش آمدید کہا۔

T.V. انٹرویو

VIP لاؤنج میں ماریشس کے نیشنل ٹی وی MBC نے حضورانورکی آمدکوکوریج دی۔ٹی وی نمائندہ کےایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ماریشس میں اگرچہ جماعت چھوٹی ہےلیکن بڑی مضبوط اورمستحکم ہےاوران کا یہ حق بنتا ہے کہ مَیں ان کے پاس آؤں اوران سے ملوں۔

ایک سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ حضورانورجلسہ سالانہ ماریشس میں شرکت کررہے ہیں اور خطاب بھی فرمائیں گے۔حضور انور نے فرمایا کہ میرا ماریشس کا یہ پہلا وزٹ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کوحکومت ماریشس کی نمائندگی میں خوش آمدید کہنے کے لئے وزیر انصاف آنریبل راما Valayden نے ائرپورٹ پر پہنچنا تھالیکن انہیں پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔چنانچہ انہوں نے فون پرمعذرت کی اور بتایا کہ تاخیر ہوجانے کی وجہ سے وہ پہنچ نہیں سکیں گے۔اب وہ جلسہ سالانہ پرآئیں گے۔

VIP لاؤنج میں قیام کے دوران امیگریشن کی کارروائی مکمل کی گئی۔حکومت ماریشس نے حضورانورکی آمد پرخصوصی طور پر حضور انور اور وفد کے تمام ممبران کو VIP کی تمام سہولتیں مہیا کیں اورخودہی امیگریشن کی تمام کارروائی مکمل کی۔

ائرپورٹ پروالہانہ استقبال

لاؤنج میں کچھ دیرقیام کے بعدآٹھ بجے جب حضور انورائرپورٹ سے باہرتشریف لائے تو ماریشس کی مختلف جماعتوں سےآنے والے ڈیڑھ ہزار سے زائداحباب مرد وخواتین نےحضورانورایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیااورخوش آمدید کہا۔ہرطرف سے اھلاً وسھلاً ومرحبا کی آوازیں بلند ہورہی تھیں۔پرجوش انداز میں احباب نعرے لگا رہے تھے۔احباب جماعت اپنے ہاتھ بلند کرکے حضورانورکوخوش آمدید کہہ رہے تھے۔بچے اور بچیاں خوبصورت رنگا رنگ کے لباسوں میں ملبوس خیرمقدمی گیت پیش کررہے تھے۔استقبال کا یہ نظارہ بڑا ہی ایمان افروز تھا۔آج کا دن احباب جماعت ماریشس کے لئے ایک عید کا دن تھا اور نہایت ہی تاریخی اہمیت کا حامل دن تھا۔آج حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک قدم پہلی بار ماریشس کی سرزمین پر پڑے تھے۔اور ہزاروں میل دوردنیا کے کنارے پرآباد اس جزیرہ میں بسنے والے احباب جماعت نے اپنی زندگیوں میں پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک وجود کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔آج ان کا پیارا آقا ان میں موجود تھا۔ہرکوئی خوشی ومسرت سے معمور تھا۔ہرطرف خوشی سے تمتماتے چہرے اپنے پیارے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھے۔یہ سب لوگ صبح سویرے ہی ائرپورٹ پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔جس طرح عید کی تیاری ہوتی ہے اسی طرح یہ سب لوگ تیار ہوکر صاف ستھرے کپڑے پہن کرائرپورٹ پہنچے تھے۔آج کا دن واقعی ان کے لئے عید کا دن تھا۔حضورانور کے چہرہ مبارک پرنظر پڑتے ہی بہتوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرگئیں۔ان کے اخلاص، پیار،محبت اوروفا کا اظہار ان کے آنسوؤں سے ہورہاتھا جو ان کی آنکھوں میں تیر رہے تھے۔

حضور انور نے ان سب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا۔حضور انور ان بچیوں کے پاس بھی تشریف لے گئے جو مسلسل استقبالیہ نغمات پڑھ رہی تھیں اوراپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا۔

اس استقبالیہ پروگرام کے بعد یہاں سےحضورانور پولیس کے Escort میں روزہل (Rose Hill) شہرکی طرف روانہ ہوئے۔ائرپورٹ سے روزہل شہرکا فاصلہ 40 کلومیٹر ہے۔اسی شہرمیں جماعت کی مرکزی مسجد اور مشن ہاؤس 'دارالسلام' موجود ہے۔قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعدآٹھ بج کر چالیس منٹ پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزاپنی رہائشگاہ مکرم شمس تیجوصاحب کے گھر پہنچے۔ موصوف نے اپنا خوبصورت دومنزلہ گھر حضورانورکے قیام کے لئے پیش کیا ہے۔اس گھر سے مسجد 'دارالسلام' کا فاصلہ چندکلومیٹر ہے۔دسمبر 1993ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ماریشس تشریف لائے تھےتو حضوررحمہ اللہ کا قیام بھی اسی گھر میں تھا۔

سہ پہر پانچ بجے حضور انوراپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور احمدیہ مسجد 'دارالسلام' روزہل کے لئے روانگی ہوئی۔سوا پانچ بجے حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد دارالسلام پہنچے جہاں روزہل برانچ کے صدر جماعت نے حضورانورکوخوش آمدید کہا اور بچوں نے حضور انورکی خدمت میں پھول پیش کئے۔حضورانور نے ظہروعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔مسجد کے مردانہ حصہ اور خواتین کے ہال میں مجموعی طور پرپندرہ صد کےقریب افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔یہ دونوں حصے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے۔

فیملی ملاقاتیں

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اورفیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ماریشس کی چھ جماعتوں Rhoeniy، Tene، Quatre-Bornes، Rose Hill، Rouge، Curepipe اور Trefles سےآنے والی 33فیملیز کے 403افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیااورتصاویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

آج یہ سبھی لوگ اپنی زندگیوں میں پہلی بارحضورانور سے ملاقات کی سعادت پا رہے تھے۔جب یہ حضور انورسےمل کر باہرآتے تو جہاں اپنے خوشی کے آنسوصاف کرتے وہاں ایک دوسرے کوخوشی سے ملاقات کا حال بتاتے،ایک دوسرے کوگلے ملتے۔بچے اپنے وہ قلم دکھاتے جوحضور انور نے انہیں عطا فرمائے تھے۔اور بچیاں اپنی انگلیوں میں پہنی انگوٹھیاں دکھاتیں۔ہرکوئی خوشی ومسرت سے معمورتھا۔

ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ملاقاتوں کے بعدحضورانور نے مسجد دارالسلام روزہل میں تشریف لاکرمغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

ٹی وی پردورہ کی کوریج

آج شام ملک کے نیشنل ٹی وی چینل MBC نے اپنی چھ بجے کی خبروں میں حضورانورکی ائرپورٹ پرآمد اور استقبال کی خبرکے ساتھ مناظربھی دکھائے۔پھرسات بجے کی خبروں میں کریول زبان میں،ساڑھے ساتھ بجے فرنچ زبان میں اوررات نوبجے کی خبروں میں انگریزی زبان میں خبرنشرہوئی اورمناظربھی دکھائے گئے۔ان چاروں زبانوں میں نشرہونے والی خبرمیں بتایا گیا کہ دنیا بھرکے احمدیوں

باقی صفحہ نمبر 10 پرملاحظہ فرمائیں